امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

# نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ایک ذاکر و شاغل عالم دین کی وفات
- ملک میں جرم و سزا کے دہرے پیمانے
- اچھی بیوی کے چار صفات
- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب و صحت
- سلاطین دہلی کے علمی رجحانات

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 39 مورخہ ۱۷ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۵ر اکتوبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

# ہندوستانی مسلمان آزمائشی دور سے گذر رہے ہیں

**حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ**

دنیا کی ہر قوم مشکلات اور آزمائش سے گزرتی ہے، راہ کی یہ دشواریاں اور وقت کی آزمائش اس کی صلاحیت و بقا کی کسوٹی ہوتی ہے، جو اس کی خداداد صلاحیتوں اور چھپی ہوئی طاقتوں کو جلا بخشتی ہیں، قوموں کی زندگی میں پیچیدگیاں اور مشکلات ''آب نشاط انگیز'' کا اثر رکھتی ہیں، اور ترقی و کامرانی کے سفر میں مہمیز کا کام دیتی ہیں، جو قومیں کبھی مشکلات و مصائب سے دوچار نہیں ہوئیں اس کے اندر نہ تو اصلاح حال کی امنگ ہوتی ہے، نہ خود اعتمادی کا جوہر، بلکہ رفتہ رفتہ وہ تن آسانی، خود فراموشی اور جمود کا شکار ہو کر صفحۂ ہستی سے ناپید ہو جاتی ہیں، ہندوستانی مسلمان بھی آج کل ایک آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں، اور ان کو اپنی قومی زندگی میں چند دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ان مشکلات میں بعض خود ان کی اپنی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اور بعض ماضی کا ورثہ اور پچھلی تاریخ کا بقایا ہے، کچھ دشواریاں ایسی ہیں جو ان حوادثات و واقعات کی پیدا کردہ ہیں جو چند برس قبل ہندوستان میں پیش آئے، لیکن اس میں شک نہیں کہ راہ کی یہ دشواریاں عارضی ہیں اور ہمارے دیکھتے دیکھتے یہ ابتلا کا موسم گزر جانے والا ہے، بشرطیکہ مسلمان صبر و ضبط سے کام لیں اور مسائل کو ٹھنڈے دماغ سے حل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو ایک صاحب فکر متوازن دماغ، حقیقت پسند لیکن جری و بے خوف قیادت میسر آ جائے، فرقہ وارانہ فساد اگر چہ اس آزادانہ مذہبی جمہوریہ کا سب سے بڑا المیہ ہے لیکن یہ ایک عارضی صورتحال ہے جس پر حکومت کے ذمہ داروں کے احساس ذمہ داری، حکام کی فرض شناسی اور ملک میں سیاسی شعور کی بیداری کو قابو پالینا چاہیے، اصل تشویش اور فکر کا باعث وہ مسائل و مشکلات ہیں جو دھیمی آنچ کی طرح مسلمانوں کے ملی وجود کیلئے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلا مسئلہ وہ مشکلات ہیں جو جدید ہندوستان میں دعوت و تبلیغ دین کے کام میں پیش آ گئی ہیں، اس حقیقت سے کون ناواقف ہوگا کہ اسلام ایک دعوتی و تبلیغی مذہب ہے، پوری دنیا میں اسلام دعوت و تبلیغ ہی کے ذریعہ پھیلا، ہندوستان میں بھی مخلص مبلغوں، دیانت دار تاجروں، خدا رسیدہ بزرگوں اور صوفیائے کرام کی تبلیغ کی برکت سے جو لوگ مشرف باسلام ہوئے ان کی تعداد ان مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے، جو خالص اسلامی ملکوں مثلاً جزیرہ عرب، ایران اور ترکستان وغیرہ سے براہ راست ہندوستان آئے، اسلام کی بے لوث تبلیغ ہر زمانہ میں مسلمانان ہند کے لیے نئی روح اور نیا خون فراہم کرتی رہی ہے، تبلیغ ہی کی بدولت اس ملک کے اسلامی کنبہ میں نئے عزیز ''مہمانوں'' کا اضافہ ہوتا رہا، جنہوں نے آگے چل کر پورے عالم اسلام پر اپنی ذکاوت اور بے نظیر صلاحیتوں کا سکہ بٹھا دیا، مشہور اور معزز ترین خالص ہندوستانی گھرانوں کے افراد جو اپنی ذہانت و شرافت میں ضرب المثل تھے، حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے، ہندوستانی مسلمانوں میں بہت سی ایسی اہم شخصیتیں ہیں جن کا شجرہ نسب قریب یا دور کہیں نہ کہیں جا کر ہندو خاندانوں سے مل جاتا ہے، ماضی قریب کی ان شخصیتوں میں مولانا عبید اللہ پٹیالوی صاحب ''تحفۃ الہند'' مولانا عبید اللہ سندھی، ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قابل ذکر ہیں، بہت کم مسلمان اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ یہ حضرات ان ہندو خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے جو بعد کو اسلام لائے، بلکہ ان میں سے بعض حضرات تو وہ ہیں جن پر خدا نے اسلام کی حقیقت آشکارا کردی تو وہ بذاتِ خود مشرف باسلام ہو گئے۔

تبلیغِ اسلام کا یہ سلسلہ مسلمانوں کے اخیر دورِ حکومت تک اور پھر انگریزی حکومت کے آخری زمانہ تک کامیابی کے ساتھ جاری رہا، ہر سال کثیر تعداد میں غیر مسلم بہ رضا و رغبت حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے، کیونکہ اسلام اپنے حکیمانہ اصول، توحید خالص کے عقیدہ، عدل و انصاف پسندی اور مساوات عامہ میں دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز تھا، طبقاتی تفاوت، چھوت چھات اور نجاست وغیرہ جیسے عقائد کا اس کے اندر کوئی تصور نہ تھا، قرآن مجید، سیرت رسول اور اسلام کی تعلیمات دلوں کو فتح اور دماغوں کو تسخیر کر رہی تھیں، اگر حالات کی رفتار یہی رہتی تو بہت ممکن تھا کہ اسلام برصغیر ہند بلکہ پورے براعظم ایشیا کی عظیم ترین مذہبی طاقت بن جاتا، لیکن مسلمانان ہند اور برادران وطن کے درمیان سیاسی معرکہ آرائی شروع ہوئی جو بعد کو اس حد تک بڑھی کہ دونوں فرقوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے نفرت و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور شکوک و شبہات کی ناقابل عبور دیواریں درمیان میں حائل ہو گئیں، جس کے نتیجہ میں ملک کی تقسیم عمل میں آئی اور ''جمہوریہ ہند'' اور ''جمہوریہ پاکستان'' کے نام سے دو آزاد حکومتیں قائم ہو گئیں، ہمیں اس وقت اس سے بحث نہیں کہ ملک کی تقسیم صحیح تھی یا غلط؟ یا یہ کہ اس کا کوئی دوسرا متبادل حل نکل سکتا تھا یا نہیں؟ اور کیا وہ حل قابل عمل بھی تھا یا نہیں، یہ سارے مباحث ہم ہندوستان کی سیاسی تاریخ لکھنے والوں کے لیے چھوڑتے ہیں جو آزادی، غیر جانبداری اور تفصیل سے ان پر روشنی ڈال سکیں گے، ہمیں جو کہنا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس سیاسی فضا نے جو مخصوص حالات کی پیدا کردہ تھی یا جسے ہندوستان نے بادل ناخواستہ یا بہ رضا و رغبت اختیار کیا تھا، دونوں فرقوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف شکوک و شبہات کی نہ مٹنے والی تلخی پیدا کر دی، ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی چیزوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، خواہ ان چیزوں کا تعلق فریق مخالف کے مذہب و عقیدہ سے ہو یا تہذیب و تمدن اور افکار و خیالات سے ہو، چنانچہ یہ جذبہ نفرت ہندوستان میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آیا اور اسلام کے بارے میں اب عام تصور یہ ہو گیا ہے کہ وہ ایک ایسے ملک کا سرکاری مذہب ہے جو فریق مقابل کی حیثیت رکھتا ہے، یا اس قوم کا مذہب ہے جس سے عرصہ تک سیاسی کشمکش، فرقہ وارانہ جنگیں پارلیمانی مباحث ہوتے رہے ہیں، ان کی یاد اب تک ذہنوں میں تازہ ہے، بعض اوقات پاکستان کی ایسی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں، جن سے یہ زخم کہن تازہ ہو جاتے ہیں۔

یہ ہندوستان میں مسلمانوں کی بہت بڑی دشواری ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ زمانہ جیسے جیسے آگے بڑھے گا ہندوستان و پاکستان کے تعلقات جس قدر بہتر ہوں گے اور جذبات پر عقل و خرد کی گرفت جتنی مضبوط ہوتی جائے گی اسی قدر اس مشکل کے حل کے سامان فراہم ہوں گے اور اسلام از سر نو ہر دل عزیزی اور محبوبیت حاصل کرے گا بشرطیکہ مسلمان دعوت و تبلیغ کا کام حکمت عملی، خلوص اور بے غرضی سے کریں، ان کے سامنے کوئی سیاسی مقصد یا اقتدار کی ہوس اور قومی برتری کا خیال نہ ہو، رشد و ہدایت، خدمت خلق، وعظ و ارشاد اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور شفقت، انہیں دنیا و آخرت کی ہلاکت خیزیوں سے نجات دلانا، ان کے پیش نظر ہو، ہندی اور دوسری علاقائی زبانوں میں سیرت نبوی اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل دل آویز اور فکر انگیز لٹریچر جدید اسلوب نگارش میں ہندوستانی سماج کے سامنے پیش کیا جائے، اپنی روحانی و اخلاقی صلاحیتوں کا ثبوت دینا، اس ملک کے ساتھ اخلاص و محبت اور اس کی ترقی و خوشحالی کے لیے جدو جہد بھی نہایت ضروری چیز ہے۔

دوسرا مسئلہ موجودہ نظام تعلیم کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ بھی مسلمانوں کو قومی و ملی زندگی اور ان کے مستقبل کے لحاظ سے کچھ کم اہم نہیں ہے کیونکہ تبلیغ دین کی راہ میں جو دشواریاں در پیش ہیں ان سے تو صرف اسلام کی توسیعی سرگرمیوں کو نقصان پہونچنے کا خطرہ ہے، لیکن تعلیم کا مسئلہ تو مسلمانان ہند کے قومی و ملی وجود کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے، جس سے ان کے مخصوص کلچر، مخصوص تہذیب اور مخصوص عقائد پر ضرب پڑتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۴ر پر)

## سی بی آئی عدالت کا فیصلہ

## ناانصافی کی تاریخ میں ایک مثال ہے: مسلم پرسنل لا بورڈ

### اگر مسجد کی شہادت میں وہاں موجود لوگوں کا کوئی حصہ نہ تھا تو کیا غیبی طاقت نے مسجد کو ڈھادیا؟

بابری مسجد کو شہید کرنے کے سلسلہ میں سی بی آئی عدالت کا فیصلہ آیا اور تمام ملزمین بری کر دیئے گئے۔ اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے کہا کہ یہ ایک بے بنیاد ججمینٹ ہے جس میں شہادتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اور قانون کا بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا گیا ہے، یہ فیصلہ اسی ذہنیت کا آئینہ دار ہے جو ذہنیت حکومت کی ہے اور جس کا اظہار بابری مسجد کیس میں سپریم کورٹ کے ججوں نے کیا تھا۔ سپریم کورٹ نے تو اتنا کیا کہ اپنے فیصلہ میں کئی واضح حقیقتوں کو تسلیم کیا پھر جو ججمینٹ دیا وہ انصاف کے چہرہ پر بڑا سیاہ دھبہ ہے، سی بی آئی کی عدالت نے سارے مجرمین کو بری کر دیا جبکہ پورے ملک میں ویڈیو اور تصویریں موجود ہیں جو صاف بتاتی ہیں کہ مجرم کون ہے اور بابری مسجد کی شہادت کی سازش اور کارروائی میں کون لوگ شریک ہیں۔ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے یہ بھی کہا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد ۱۹۹۴ء میں سپریم کورٹ کے پانچ ججوں کے بنچ نے واضح کیا تھا کہ بابری مسجد کی شہادت ایک قومی شرمندگی ہے اور قانون کی حکمرانی اور آئینی طریقہ کار کے لئے بڑا دھچکا ہے، سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے یہ بھی کہا تھا کہ پانچ سو سالہ پرانا ڈھانچہ توڑ دیا گیا جس کی حفاظت کی ذمہ داری اسٹیٹ گورنمنٹ کے ہاتھوں میں تھی، جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ لوگوں کو یاد ہوگا کہ بابری مسجد کی شہادت کے عظیم حادثہ کے بعد ملک میں فرقہ وارانہ تعصب کی لہر چل پڑی اور بڑے پیمانہ پر مسلمانوں کے جان و مال کا نقصان ہوا۔ سی بی آئی عدالت کا یہ فیصلہ مسجد کی شہادت کی ذمہ داری کسی پر نہیں ڈالتا، تو کیا وہ سارا مجمع اور وہ سارے لوگ جو بی جے پی میں بہت بڑی حیثیت کے مالک رہے ہیں مسجد کو شہید نہیں کیا؟ یا کسی غیبی طاقت نے مسجد کی عمارت کو نیست و نابود کر دیا؟ اور یہ سارے مجرمین جو مسجد کو شہید کرنے میں شریک تھے اور جنہوں نے مسجد کے گرانے کی سازش کی وہ سب وہاں صرف تماشہ دیکھ رہے تھے؟ یہ فیصلہ ناانصافی کی تاریخ میں ایک مثال کی حیثیت سے پیش کیا جائیگا۔ جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ نے یہ بھی کہا کہ اس مرحلہ میں سی بی آئی کو ایمانداری ظاہر کرنی چاہئے اور اوپر کی عدالت میں مقدمہ دائر کرنا چاہئے۔

## اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا عبدالباسط ندوی)

### طہارت وپاکیزگی-تہذیب وشائستگی کی علامت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِینَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ( البقرۃ:۲۲۲)(بے شک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے )

وضاحت۔ پاکی اور صفائی دونوں انسانی تہذیب وشائستگی کی علامت ہے اور یہ انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے، ان کے صحت واخلاق پر اچھا اثر ڈالتی ہے، شریعت اسلامی میں ان دونوں کا مسلمانوں کو مکلّف بنایا گیا ہے اور اس کی ترغیب دی گئی، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکی کو ایمان کا آدھا حصہ قرار دیا: الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ ( صحیح مسلم: باب فضل الوضوء:۲۲۳) ایک روایت میں ہے: اَلطُّهُورُ نِصْفُ الإِيمَانِ (ترمذی:۳۵۱۹) صفائی کے متعلق فرمایا: إِنَّ اللّٰہَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ (مسند ابی یعلی الموصلی: ۷۹۰)(اللہ تعالیٰ پاک وصاف ہے اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتا ہے) اسی لئے اسلام نے دل کی صفائی یعنی اس کو کفر وشرک، بدعات وخرافات، حسد وبغض، کینہ ودشمنی سے جس طرح پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا اسی طرح جسم کو ہر طرح کی نجاست وگندگی سے پاک وصاف رکھنے کا بھی حکم دیا، اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے صفائی کے ساتھ پاکی پر بھی توجہ دلائی ہے، ممکن ہے ایک چیز صاف ستھری ہو مگر پاک نہ ہو، اور اسلام میں دونوں مطلوب ہیں۔ چنانچہ صفائی و پاکی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے مختلف مواقع پر غسل ووضو کو ضروری قرار دیا ہے، سوکر اٹھنے کے بعد اس نے سب سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھونے کا حکم دیا، اسلام میں سب سے مہتم بالشان عبادت نماز ہے، اس کے لئے اس نے وضو کو لازم قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ (مسند احمد: ۱۴۵۹۷)(یعنی جنت میں داخلہ کا ذریعہ نماز ہے اور نماز کی صحت کا دارومدار پاکی پر ہے) چنانچہ نماز پڑھنے والا دن ورات میں کم از کم پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے، عام حالات میں باوضو رہنے کو بہتر قرار دیا گیا، غسل کو بعض حالات میں فرض اور بعض حالات میں مسنون ومستحب قرار دیا گیا؛ بلکہ عام حالات میں بلا وجوب کثرت سے غسل کرنے کو صحت کے لئے مفید قرار دیا، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أَرْبَعَةٌ تُقَوِّي الْبَدَنَ: أَكْلُ اللَّحْمِ، وَشَمُّ الطِّيبِ، وَكَثْرَةُ الْغُسْلِ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَلُبْسُ الْكَتَّانِ (چار چیزیں جسم کو تقویت پہونچاتی ہیں: (۱) گوشت کھانا (۲) خوشبو استعمال کرنا (۳) بغیر وجوب کے کثرت سے غسل کرنا (۴) سوتی کپڑا پہننا) (الطب النبوی لابن القیم الجوزیہ: ۳۰۸)

منہ کو صاف رکھنے کے لئے مسواک کی تاکید فرمائی، پیشاب وپاخانہ کے بعد خود ان جگہوں کو اور اس کے بعد ہاتھ کو خوب اچھی طرح صاف کرنے کا حکم دیا، کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھوں کو دھونے اور صاف کرنے کو مسنون قرار دیا، مجمع اور اجتماعات کے مواقع، جیسے جمعہ وعیدین وغیرہ میں نہانے، صاف ستھرے اچھے کپڑے پہننے اور خوشبو استعمال کرنے جو ماحول اور صحت دونوں پر اچھا اثر ڈالتے ہیں کی تاکید فرمائی گئی، ناخن اور جسم کے زائد بال وغیرہ کو کاٹنے اور صاف کرنے پر زور دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَالِانْتِضَاحُ بِالْمَاءِ وَالْخِتَانُ (سنن البیہقی الکبری: باب سنۃ المضمضمۃ والاستنشاق: ۲۴۳، یہ حدیث کم وبیش کے ساتھ صحیح مسلم باب خصال الفطرۃ میں بھی ہے)(دس چیزیں فطرت کے خصال میں سے ہیں: ۱-کلی کرنا ۲-ناک صاف کرنا ۳-مسواک کرنا ۴-مونچھ ترشوانا ۵-ناخن کاٹنا ۶-بغل کے بال بنوانا ۷-زیر ناف بال صاف کرنا ۸-انگلیوں کے درمیان کی جگہ کو دھونا- نیز انگلیوں کے جوڑ کی پشت اسی طرح کان کے شکن وسوراخ، ناک کے اندر کا میل اور بدن کا ہر وہ حصہ جہاں پسینہ یا غبار وغیرہ کی وجہ سے میل کچیل جمنے کا احتمال ہو، ان سب کو اچھی طرح دھونا ۹- پانی سے استنجا کرنا ۱۰- ختنہ کرانا) یہ دس باتیں جن کا تعلق طہارت ونظافت سے ہے ملت حنفی کے ایک طرح سے شعائر میں سے ہیں جن پر عمل کرکے پاکیزہ طبیعت اور سلیم الفطرت انسان اپنے قلب وروح میں نشاط وانشراح کی کیفیت محسوس کرتا ہے، اور جو انسان کی جسمانی صحت کے لئے ضروری اور مختلف بیماریوں سے حفاظت کا بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام نے پاکی وصفائی کو جسم ہی تک محدود نہیں کیا؛ بلکہ جسم کے ساتھ کپڑے، بستر وچادر، سونے و بیٹھنے کی جگہیں، گھر اور اس کے صحن وباہر کے حصہ کو بھی صاف رکھنے کی تاکید فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ (سنن الترمذی: ۲۷۹۹)(تم گھر کے اردگرد باہر کے حصہ کو بھی صاف ستھرا رکھا کرو) گھروں کو مکڑی کے جالے وغیرہ سے صاف رکھنے کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طَهِّرُوا بُيُوتَكُمْ مِنْ نَسْجِ الْعَنْكَبُوتِ فَإِنَّ تَرْكَهُ فِي الْبُيُوتِ يُورِثُ الْفَقْرَ (تفسیر قرطبی، سورۃ العنکبوت: ۴۱)(اپنے گھروں کو مکڑی کے جالوں سے صاف ستھرا رکھا کرو، اس لئے کہ اس کا گھروں میں رہنا فقر کا باعث ہوتا ہے) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ کو صاف ستھرا رکھنے کی تاکید فرمائی اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا صدقہ قرار دیا، إِمَاطَتُهُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ (ابوداؤد: ۱۲۸۵، باب صلاۃ الضحی) نیز راستہ اور عام جگہوں پر گندگی پھیلانے، پیشاب وپاخانہ کرنے سے منع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَارَسُولَ اللّٰہِ ؟قَالَ: اَلَّذِي يَتَخَلّٰى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ (صحیح مسلم: رقم: ۲۶۹)۔(لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تو یہ کہ کوئی شخص لوگوں کے راستہ میں قضائے حاجت کرے دوسرے یہ کہ ان کے سایہ کی جگہ میں قضائے حاجت کرے، یعنی لوگوں کو راستہ چلنے یا سایہ کی جگہ میں آرام کرنے میں اس سے تکلیف ہوگی تو ایسے شخص کو لوگ برا بھلا کہیں گے لعنت کریں گے) جگہ، کپڑے، بستر اور جسم وغیرہ کے ناپاک ہوجانے پر پاک کرنے کا باقاعدہ طریقہ بتایا، اور اس کی تعلیم دی، فرمایا: وَلٰكِن يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدۃ:۶)(بلکہ وہ (اللہ) تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک وصاف رکھے) اور فرمایا: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:۴)(اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے)، بچے پیشاب وپاخانہ کردیں تو ان کو کس طرح پاک وصاف کیا جائے اس کی رہنمائی فرمائی، غرض پاکی وصفائی سے متعلق اسلام کی تعلیمات بھری ہوئی ہیں، ایک ایک چیز کے پاک وصاف رکھنے کی رہنمائی کی گئی ہے، روزمرہ کے معمولات میں جن چیزوں میں عام طور پر پاکی وصفائی کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اگر ہم ان کا اہتمام رکھیں اور وضو وغسل اور قضائے حاجت وغیرہ کا بہتر ومسنون طریقہ، آداب کی رعایت کے ساتھ جن کی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ان کو بجالانے کی کوشش کریں تو ہمارا ہر کام عبادت بن کر اجر وثواب سے خالی نہ رہے گا۔

## دینی مسائل

(از: مفتی محمد احکام الحق قاسمی)

### ماہ صفر کے تعلق سے بدشگونی

(۱) ماہ صفر کے متعلق بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ منحوس مہینہ ہے اس میں بلائیں نازل ہوتی ہیں، اس لیے اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، شرعاً اس کی کیا حقیقت ہے؟

(۲) سفر کے دوران راستہ چلتے ہوئے اگر بلی راستہ کاٹ دے تو بہت سے لوگ اس کو بدشگونی پر محمول کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے لیے رک جاتے ہیں، اور سفر کے تعلق سے طرح طرح کے خیالات واندیشے ذہن ودماغ میں آنے لگتے ہیں، شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہونچانا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور اگر نقصان پہونچانا چاہے تو کوئی ٹال نہیں سکتا یہی اسلامی تعلیم ہے اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ بھی ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورۂ یونس: ۱۰۷)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کے قوانین کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، جب مانگنا ہو تو اسی سے مانگو اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اسی سے مدد مانگو اور جان لو کہ اگر پوری امت اور دنیا کے سارے لوگ اس بات پر مجتمع ہوجائیں کہ تمہیں کچھ بھی نفع پہونچائیں تو وہ نفع نہیں پہونچا سکتے، مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر کر رکھا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہونچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے طے کر رکھا ہے۔

عن عبد اللہ بن عباس قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما یا غُلَامُ اِنِّی اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ احْفَظُ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ احْفَظُ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاهَکَ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَی اَنْ یَنْفَعُوکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَی اَنْ یَضُرُّوکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتْ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُف (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح ۲/۲۷۸ قبل ابواب صفۃ الجنۃ)

نیز کسی چیز سے نیک فال لینا تو محمود ومستحسن ہے جب کہ بری فال لینا مذموم وممنوع ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، البتہ نیک فال اچھی چیز ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے (اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع کرے) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "لا طیرۃ، وخیرھا الفال۔ قالوا وما الفال؟ قال: الکلمۃ الصالحۃ یسمعھا احدکم (صحیح البخاری: ۲/۸۵۶، باب الطیرۃ)

بلکہ بعض وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت سے ہی لوگوں کے درمیان چلی آرہی تھیں، مثلاً بیماری کا خود سے ایک دوسرے کو لگنا، پرندوں وغیرہ کے ذریعہ بدشگونی اور صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا اور اس میں بلا ومصیبت کے نزول کا اعتقاد رکھنا، ان ساری چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اصل اور باطل قرار دیا:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعدو ولا طیرۃ ولاھامۃ ولا صفر" (رواہ البخاری عن ابی ھریرہ، باب لا ھامۃ: ۲/۸۵۷)

لہذا صورت مسئولہ میں ماہ صفر کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ منحوس مہینہ ہے، اس میں آفات وبلا اور حوادث ومصائب کا نزول ہوتا ہے، اسی طرح راستہ چلتے ہوئے بلی کے راستہ کاٹ دینے سے بدشگونی لینا اور راستہ کو پرخطر سمجھنا یہ سب زمانہ جاہلیت کی یادگار اور مشرکانہ طور وطریق اور عادات ہیں جو باطل، لغو اور بے اصل ہیں۔ ایک صاحب ایمان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو درست رکھے اور اس طرح کے عقائد باطلہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد و بھروسہ رکھے، کیونکہ ہوگا وہی جو قادر مطلق کی مرضی ہوگی، اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا، اس لیے کسی چیز سے بدفالی لے کر اپنے آپ کو خواہ مخواہ خوف واندیشہ اور ناامیدی میں مبتلا کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 39 مورخہ ۱۷ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۱/۵ اکتوبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

## ایک اور فتنہ

بابری مسجد کے بعد اب فرقہ پرست طاقتوں نے اپنا رخ متھرا کی عیدگاہ کی طرف پھیر دیا ہے، بابری مسجد کی طرح یہاں بھی ۱۳.۳۷ ایکڑ زمین پر بھگوان شری کرشن براجمان کو فریق بنا کر ضلع وسیشن کورٹ میں مالکانہ حق کا دعویٰ دائر کر دیا گیا ہے، شری کرشن جنم بھومی ٹرسٹ نے ابھی اس قضیہ سے اپنے کو الگ رکھا ہے جب کہ ونے کٹیار، اکھاڑہ پریشد نے اس کی حمایت میں بیانات دینے شروع کر دیے ہیں، جن لوگوں نے عرضی دائر کیا ہے اس میں بابری مسجد معاملہ میں ہندومہاسبھا کی پیروی کرنے والے دو وکلاء بھی شامل ہیں، اس وقت بی جے پی کے پاس دوسرا کوئی معاملہ ہندوتوا کو سرگرم کرنے کے لیے نہیں ہے، اس لیے اس مسئلہ کو مضبوطی سے اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔عرضی میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ مغل دور میں جبراً قبضہ کر کے اس پر شاہی عیدگاہ کی تعمیر ہوئی تھی، اس معاملہ پر پہلی بار ۱۹۶۴ء میں مالکانہ حقوق کے لیے مقدمہ دائر ہوا تھا، لیکن چار سال کے بعد شری کرشن جنم بھومی ٹرسٹ نے مسجد کے منتظمین کے ساتھ ایک معاہدہ مسلمانوں کی جانب سے ایک بڑی آراضی دینے کے بعد کر لیا تھا، حالیہ عرضی گذاروں نے اس معاہدہ کو ماننے سے انکار کر دیا ہے، حالاں کہ پبلیشر آف ورشپ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے مطابق ساری عبادت گاہیں آزادی کے بعد جس کے قبضہ میں ہیں باقی رکھنے کا قانون موجود ہے، اور بابری مسجد کے علاوہ معاملہ میں واضح کر دیا گیا تھا کہ کسی بھی مذہبی عبادت گاہ پر کسی دوسرے مذہب کی دعویداری قابل قبول نہیں ہوگی۔

اس طرح ایک نیا فتنہ برپا کرنے کے لیے فرقہ پرستوں نے عدالت کا سہارا لیا ہے تا کہ موقع بموقع اسے فرقہ وارانہ رنگ دے کر مسلمانوں کو پریشان کرنے اور فساد کی آگ بھڑکانے کا کام لیا جائے، مسلمانوں کو اس سلسلے میں مضبوط لائحہ عمل بنانا چاہیے اور مشتعل کرنے والے نعروں سے اجتناب کرنا چاہیے، ایسے موقع پر ضرورت جوش سے زیادہ ہوش سے کام لینے کی ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ آل انڈیا تیرتھ پروہت مہا سبھا کے صدر مہیش پاٹھک نے باہری وکیلوں کے ذریعہ دائر اس مقدمہ کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ متھرا کے پُر امن ماحول کو پلیتہ نہ لگایا جائے، انہوں نے وکیلوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنا مقدمہ واپس لے لیں اور یہاں کے ماحول کو بگاڑنے کی کوشش نہ کریں، انہوں نے کہا کہ زبردستی کا مندر مسجد تنازعہ کھڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متھرا کا انصاف پسند ہندو بھی اس قضیہ کو کھڑا کر کے ماحول بگاڑنے کے خلاف ہیں، کیوں کہ ماحول کے بگڑنے سے وہاں کی گنگا جمنی تہذیب تو متاثر ہوگی ہی، زائرین کی آمد و رفت اور سیاحت پر بُرا اثر پڑے گا، جو متھرا کی اقتصادیات کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔

## بے روزگار نوجوانوں میں مایوسی

اس وقت ملک کئی طرح کے مسائل میں گھرا ہوا ہے، ایک طرف جہاں کرونا وائرس نے لوگوں کو آزاد فضا میں سانس لینے سے روک دیا ہے تو وہیں دوسری طرف اس وبا نے گھریلو بجٹ کے تانے بانے کو بھی بکھیر دیا ہے، بے روزگاری اور مہنگائی آسمان چھو رہی ہے، کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے دو کروڑ سے زیادہ مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں، روزگار چھن جانے سے ان کی زندگی اجیرن بن گئی، بہت سی جگہوں پر لوگ بھوک سے اپنی جان گنوا رہے ہیں، جو لوگ قرض لے کر ضرورتیں پوری کر رہے تھے وہ اب قرض کے بوجھ تلے اس قدر دب چکے ہیں کہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں، اس طرح کی خبریں راجستھان، دہلی اور کرناٹک سے ملی ہیں کہ ایک ہی خاندان کے کئی افراد نے مالی تنگی سے پریشان ہو کر خود کو ہلاک کر لیا، کورونا کی وجہ سے آنے والی معاشی ابتری، بے روزگاری اور بھکمری نے خودکشی کے واقعات کو بے لگام کر دیا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ مرکزی حکومت کی غیر دانشمندانہ معاشی پالیسی بھی ہے، جس کی بنا پر ملک کی معیشت تشویشناک حد تک خراب ہوتی جا رہی ہے۔

ایسی بری حالت ملک میں کبھی نہیں آئی یہ حکومت معاشی ترقی کے بجائے اسلحوں کی خریداری پر زیادہ توجہ دے رہی ہے، ہم یہ نہیں کہتے ہیں اسلحے نہ خریدے جائیں یہ بھی وقت کی ایک ضرورت ہے، تاہم اس وقت لوگوں کو روزی روٹی کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ اس وقت دنیا بھر کی حکومتیں عوام کو راحت پہونچانے والے فیصلے لے رہی ہے، چاہے کاروبار کو رفتار دینے کا معاملہ ہو یا بے روزگاری دور کرنے کا مسئلہ ہر سطح پر اس طرح کے فیصلے لئے جا رہے ہیں۔

اس لئے مرکزی حکومت جملہ بازی کرنے کے بجائے سنجیدگی سے معاشی حالت کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کرے اور ملک وعوام کی ترقی وفلاح پر غور کرے، اور ماضی میں جن فلاحی اسکیموں کے نفاذ کا منصوبہ بنایا ایمانداری سے عوام تک پہونچانے کی فکر کرے، چاہے وہ جن دھن اسکیم ہو یا منریگا، اس سے پریشان حال لوگوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے یا نہیں اس پر سنجیدگی سے غور کرے، ورنہ یہ ہماری اسکیمیں دلاسہ دینے والی اسکیمیں بن کر رہ جائیں گی، دراصل اس وقت محروم طبقات کو روپے کی ضرورت ہے، کیونکہ کرونا نے سب کو بے دست وپا بنا دیا ہے، اس لئے اس کی زندگی کو پٹری پر لانے کے لئے راحتی پیکیج بنائے جائیں تا کہ نوجوانوں کی بے روزگاری اور پسماندگی دور ہو سکے، اور ان کے اندر اعتماد بحال ہو سکے۔

## سری نگر کی تاریخی مسجد کی خستہ حالی

اس وقت ہندوستان کی بہت سی قدیم تاریخی مساجد محکمہ آثار قدیمہ کی بے توجہی و بے اعتنائی کا شکار بنی ہوئی ہیں انہیں نہ تو ان کی صفائی وستھرائی اور حفاظت ونگہداشت کی فکر ہے اور نہ ہی مرمت کا خیال، اگر کسی شخص نے ان افسروں کو ان عمارتوں کی مرمت کی طرف توجہ بھی دلائی تو یہ افسران فنڈ کی کمی کی شکایت کر کے ان کی درخواستوں کو سرد خانے میں ڈال دیتے ہیں، جو نہایت ہی افسوسناک ہے، ایسا ہی ایک معاملہ سری نگر کے علاقہ زینہ کدل میں واقع تاریخی پتھر کی مسجد کا سامنے آیا ہے، اس مسجد کو مغل بادشاہ جہانگیر کی بیوی نور جہاں نے 1623ء میں تعمیر کرایا جو اپنی منفرد طرز تعمیر کے باعث وادی میں سیاحوں کے لئے قابل دید ہے، اس لئے اس کو محکمہ آثار قدیمہ کے تاریخی یادگار میں شامل کیا گیا ہے، لیکن اس ویرانی اور خستہ حالی کا بیان پڑھ کر کلیجہ منہ کو آ گیا ہے، اس کی طرف محکمہ کی کوئی توجہ نہیں رہتی، اس کے منبر ومحراب اور چھت کمزور پڑتے جا رہے ہیں، لیکن ان کی مرمت اور بحالی کی طرف مستقل بے اعتنائی برتی جا رہی ہے۔

حالانکہ یہ مسجد آباد ہے، یہاں روزانہ نماز پنج گانہ ادا کی جاتی ہے، لیکن وہاں کے مقدس ماحول کو شور وغل کے ذریعہ خراب کیا جا رہا ہے، عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ مسجد میں نماز و اقامت کے وقت اس کے قرب وجوار میں کچھ نوجوان لڑکے نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتے ہیں جس سے نمازیوں کو نماز ادا کرنے میں خلل واقع ہوتی ہے، یہ کتنے افسوس کی بات ہے، پولیس اور انتظامیہ سے بار بار کہا گیا کہ اس کو روکا جائے مگر ان کی مجرمانہ غفلت سے ان نوجوانوں کے حوصلے بلند ہوتے جا رہے ہیں، مسجد کی اس طرح کی بے حرمتی کی خبر نے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ آخر ماضی کا یہ قیمتی ورثہ کب تک مذہبی تعصب کا شکار ہوتا رہے گا، اس سلسلہ میں محکمہ آثار قدیمہ کے افسران کو فوراً نوٹس لینا چاہئے اور اس کے تقدس کو بحال کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے، خود مسلمانوں کو بھی اس سلسلہ میں فکرمندی اور دلجمعی سے غور کرنا چاہیے کہ کس طرح ان کے مذہبی عبادت گاہوں کا تقدس محفوظ رہے۔ کیونکہ مساجد کو اسلامی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، پوری اسلامی زندگی مساجد کے گرد گھومتی ہے اس لئے ان پاکیزہ عبادت گاہوں کی حفاظت کی تڑپ ہر دیندار مسلمان کو ہونی چاہیے۔

## گئوکشی کے شبہ میں سات عیسائیوں کی پٹائی

بی جے پی کی حکومت میں نفرت کا کاروبار سرکاری سرپرستی میں اس وقت جتنے فروغ پر ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھا، اب تک اس کے اشارے پر گئوکشی کے شبہ میں صرف بے قصور اور نہتے مسلمان ہجومی تشدد وماب لنچنگ کے شکار ہوا کرتے تھے، اب عیسائی طبقہ بھی نشانے پر آ گیا ہے، اس کے بعد ممکن ہے کہ سکھ بھائیوں کی باری آئے، پھر ملک میں بسنے والے کمزور طبقات اور پسماندہ دلتوں کی پٹائی شروع ہو، اس طرح بی جے پی کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلوں کی لپیٹ کہاں کہاں تک پہونچیں گے، کچھ پتہ نہیں، اگر ایسا ہی ہوتا رہا اور انتظامیہ اور پولیس نے کوئی ایکشن نہیں لیا تو پھر یہ بھیڑ اپنی ہی کمیونیٹی پر حملہ آور ہوگی کیونکہ جب شیر کو خون کی عادت لگ جاتی ہے تو پھر کسی اور چیز کی تمیز باقی نہیں رہتی، اسے تو بس خون چاہئے، اس لئے اس وقت بی جے پی جن ریاستوں میں اقتدار سے محروم ہے وہاں ان کے کچھ اوباش بے لگام ہوتے جا رہے ہیں۔

اخبارات میں چھپی اطلاعات کے مطابق ۱۶ر ستمبر کو جھارکھنڈ کے سمڈیگا علاقہ میں کچھ شر پسند لوگوں نے ایک فرضی وائرل ویڈیو کی آڑ میں ۷ر عیسائیوں کو گھسیٹ کر زدوکوب کیا، جب اس کی ہوسناکی کی آگ اس سے بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی تو انہیں جے شری رام کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا، حتی کہ متاثرین کے بال تک کو بے ترتیب کاٹ دئے، اب کوئی ہمیں بتائے کہ آخر مرکز کی بی جے پی حکومت کس ڈیجیٹل انڈیا کی تعمیر میں لگی ہوئی ہے، جس سے یہاں کے باشندوں کی عزت بھی محفوظ نہیں ہے، وقت کا تقاضہ ہے کہ اس طرح کے مظالم کے خلاف منظّم طریقہ سے غیر مسلم انسانیت دوست بھائیوں کو مل کر زبردست تحریک چلائی جائے، تا کہ نفرت کی جو دیوار کھڑی کی جا رہی ہے، وہ جلد منہدم ہو سکے۔

## سیاسی پارٹیوں کی بڑھتی تعداد

ہندوستان میں علاقائی سیاسی پارٹیاں خودرو پودوں کی طرح بڑھتی جا رہی ہیں، ۱۹۵۲ء سے قبل سیاسی پارٹیوں کی تعداد انتہائی کم تھی، بہار کی سطح پر جائزہ لیں تو ۱۹۵۷ء کے دوسرے اسمبلی چناؤ میں صرف چھ سیاسی پارٹیاں ہی انتخابی میدان میں اتری تھیں، اگلے دو چناؤ میں بھی ان کی تعداد نو سے آگے نہیں بڑھی تھی، ۱۹۶۹ء کے انتخاب میں ان کی تعداد اکیس تک پہونچ گئی، ۱۹۸۵ء میں ان کی تعداد گھٹ کر تیرہ رہ گئی جب کہ ۱۹۹۰ء میں تعداد پینتالیس اور ۱۹۹۵ء میں چون، گذشتہ اسمبلی انتخاب میں یہ تعداد ایک سو ستاون (۱۵۷) تھی، جس میں ایک سو اڑتیس رجسٹرڈ سیاسی پارٹیاں تھیں جب کہ ملکی سطح پر سیاسی پارٹیوں میں سے صرف چھ نے انتخاب میں حصہ لیا تھا۔

قومی سطح کی پارٹیوں کے علاوہ اسمبلی انتخابات میں ہر ریاست میں علاقائی رجسٹرڈ پارٹیوں کا دبدبہ بنا رہتا ہے، اتنی بڑی تعداد میں سیاسی پارٹیوں کی شرکت کی وجہ سے انتخابی مسائل کے ساتھ ساتھ ووٹوں کا بکھراؤ ہوتا ہے، اس کے علاوہ علاقائی پارٹیاں ذات پات کی بنیاد پر سیاست کرتی ہیں، ملکی مسائل سے زیادہ مقامی مسائل ہی گفتگو کا موضوع بنتے ہیں، اس سے قومی سطح کے مسائل دب جاتے ہیں، ووٹوں کے اس بکھراؤ کا فائدہ مختلف سیاسی پارٹیوں کو ملتا ہے، بلکہ بعض نام نہاد پارٹیوں اور آزاد امیدواروں کو اسی لیے کھڑا کیا جاتا ہے کہ وہ مختلف مذہب اور ذات کے ووٹوں کو تقسیم کر کے کسی خاص امیدوار اور پارٹی کی جیت کی راہ ہموار کریں، امیدوار انتخاب میں حصہ لینے میں سنجیدہ نہیں ہوتا، کئی امیدوار تو صرف اس لیے کھڑے ہوتے ہیں کہ بعد میں کسی پارٹی سے کچھ روپے لے کر بیٹھ جائیں یعنی مقصد مالی منفعت ہوتا ہے، کئی شہرت کی خواہش کی بنیاد پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تو ہارنے ہی کے لیے کھڑا ہوا تھا، یقیناً یہاں امریکہ اور برطانیہ کی طرح دو ہی پارٹیوں کے درمیان مقابلہ غیر عملی ہے، اس کے باوجود الیکشن کمیشن کو ایسے اقدام کرنے چاہئے جس سے غیر سنجیدہ امیدواروں کے کھڑے ہونے پر روک لگانا ممکن ہو سکے، آزاد امیدواروں کے سیلاب کو روکنے کے لیے بھی کچھ ضابطۂ اخلاق بنانا چاہیے، صرف معمولی ضمانت کی رقم کا ضبط کر لینا مسئلے کا حل نہیں ہے۔

یادوں کے چراغ

# ایک ذاکر وشاغل عالم دین کی وفات

: مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (خلیفہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ)

۱۱رصفر ۱۴۴۲ھ دیر رات کو جناب حافظ محمد امتیاز رحمانی صاحب (ناظم دارالاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر) کے ذریعے یہ اطلاع ملی کہ خانقاہ رحمانی کے قدیم متوسل اور ذاکر وشاغل بزرگ حضرت مولانا محمد حنیف رحمانی اللہ تعالی کو پیارے ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون . اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ.

حضرت مولانا محمد حنیف رحمانی صاحب خانقاہ رحمانی کے وابستگان میں نمایاں عالم دین تھے، اور یکسوئی کے ساتھ ذکر وفکر کا اہتمام کرنے والے شخص تھے، ان کا بیعت کا تعلق پہلے امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ سے رہا اور اس کے بعد انہوں نے شیخ طریقت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم سے تجدیدِ بیعت کی اور ان کی رہنمائی میں سلوک کے مراحل طے کرتے رہے، وہ بڑے یکسو متواضع منکسر المزاج اور صاحب اخلاق شخص تھے، ذکر، نوافل اور تلاوت کا انہیں خاص ذوق تھا، روزانہ دس پارے تلاوت کا معمول تھا، رات کو جلد اٹھ کر تلاوت میں مشغول ہو جاتے تھے، اور بیماری اور صحت دونوں حالتوں میں تلاوت کا معمول پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے، ان کے چہرے کی نورانیت اس بات کی گواہی دیتی تھی کہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالی کی یاد اور اس سے مناجات کا خاص ذوق انہیں حاصل ہے، خانقاہ رحمانی کی مسجد میں ان سے ملاقات کا بارہا شرف حاصل ہوا، اور ایک مرتبہ ان کے صاحب زادے گرامی مولانا محمد صبغۃ للہ صاحب زید مجدہم (خلیفہ حضرت حکیم کلیم للہ صاحب ہردوئی) کی دعوت پر ان کے گاؤں گڑھی ضلع جموئی جانے اور ان کے قائم کردہ مدرسہ کو دیکھنے کی عزت حاصل ہوئی، مولانا صبغۃ للہ صاحب بھی کارگزار اور مستعد عالم دین ہیں، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمانیؒ کی تربیت کا پرتو ان کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ مولانا مرحوم نے لانبی عمر پائی، ان کی پیدائش ۱۹۳۴ء کی تھی، اس لحاظ سے چھیاسی سال کی عمر ہوئی، انہوں نے جامعہ رحمانی مونگیر میں مشکوۃ تک تعلیم پائی، اس زمانے میں جامعہ رحمانی میں دورۂ حدیث کی تعلیم کا نظم نہیں تھا، اس لیے حضرت امیر شریعت مولانا منت للہ رحمانی نور للہ مرقدہ کے حکم سے ان کا خط لے کر مولانا مرحوم مدرسہ شاہی مرادآباد چلے گئے، اور وہیں سے دور حدیث کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد چند سال امامت کرتے رہے، پھر جھریا ضلع دھنباد میں ایک مدرسہ میں تدریس اور اہتمام کی ذمہ داری نبھائی، اس کے بعد گڑھی ضلع جموئی میں ۱۹۷۷ء میں مدرسہ روح العلوم کی بنیاد رکھی، اور تادم زیست اس مدرسہ کی خدمت کرتے رہے، ماشاءللہ اس ادارے نے مولانا مرحوم کے اخلاص اور ان کے صاحبزادے مولانا صبغۃ للہ صاحب کی محنت سے ترقی کی، اور علاقے کے لیے دینی علوم کی خدمت کا مرکز بنا، اللہ تعالی اس چمنستان علم کو ہمیشہ سدا بہار رکھے۔

حضرت مولانا محمد حنیف رحمانیؒ کی زندگی کا یہ پہلو بھی قابل رشک تھا کہ وہ پابندی سے خانقاہ رحمانی حاضر ہوا کرتے تھے اور بڑی یکسوئی سے وہاں وقت گزارتے تھے، انہیں نہ کسی امتیازی مقام کی تلاش ہوتی تھی اور نہ بہتر قیام وطعام کے وہ خواہاں ہوتے تھے، مسجد کے گوشے میں ٹھہر جاتے اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے، باوجود معمر اور سن رسیدہ ہو جانے کے کسی کی خدمت قبول نہیں فرماتے، اپنے کاموں کو خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے، اور اس طرح شب وروز گزارتے تھے کہ کوئی ناواقف دیکھ کر اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ جید عالم دین اور اپنے علاقے کی ممتاز شخصیت ہیں۔

مولانا مرحوم کو اپنے مرشد گرامی شیخ طریقت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم سے بڑا والہانہ تعلق تھا، جب گفتگو میں حضرت اقدس کا ذکر آتا تو ان کے لب ولہجے کی مٹھاس بڑھ جایا کرتی تھی، اب ایسے ذاکر وشاغل، خاموش مزاج اور متواضع علماء کی بڑی کمی ہوتی جارہی ہے، مولانا مرحوم نے جس طرز وانداز کی زندگی گزاری اور جن مومنانہ صفات کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی کے شب وروز بتائے اللہ تعالی نے اس کا یہ اثر دنیا ہی میں ظاہر فرمایا کہ انہیں قابل رشک خاتمہ نصیب ہوا اور نماز مغرب کی ادائیگی کرتے ہوئے سجدے کی حالت میں وفات پائی، حدیث شریف میں یہ بات ہے کہ سجدے کی حالت میں انسان اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، جس بندے نے زندگی بھر قرب الٰہی کے حصول کا اہتمام کیا اور اس راہ میں اپنے آپ کو مٹا دیا اللہ تعالی نے قرب اور نزدیکی کے اعلی مراتب سے نہ صرف یہ کہ انہیں نوازا بلکہ دنیا والوں پر ان کے مقام بلند کا اظہار ان کے حسن خاتمہ کے ذریعے فرمایا، مولانا مرحوم کی رحلت سے دل غمزدہ ہے اور ایک بھلے اور مومنانہ صفات کے حامل انسان کی رحلت پر آنکھیں اشکبار ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، کروٹ کروٹ ان کو جنت نصیب فرمائے، اور انہیں مراتب بلند نصیب فرمائے، اور ان کے پسماندگان بالخصوص حافظ روح للہ صاحب اور مولانا صبغۃ للہ صاحب اور دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل نصیب فرمائے (آمین)

**(بقیہ صفحہ اول)** جمہوریہ ہند کے سیکولر دستور میں تمام فرقوں اور قوموں کے مذہب اور کلچر اور عقیدہ کی ضمانت دی گئی ہے، اس دستور کی نظر میں ملک کے مختلف فرقے اور آبادی کے مختلف العقیدہ عناصر برابر ہیں، یہ دستور ایک ایسے ملک کے لیے جہاں متعدد قومیں، مختلف مذاہب اور مختلف تہذیبوں کے لوگ رہتے ہیں موزوں ترین دستور ہے، اس ملک کے لیے وہی نظام تعلیم موزوں ہوگا، جو کسی مذہب وعقیدہ کی طرفداری اور سرپرستی نہ کرے، بلکہ ملک کے تمام مذاہب کو ایک نظر سے دیکھے اور سب کی تعلیمات کا جامع ہو، لیکن چونکہ ہندوستان جیسے کثیر المذاہب ملک کے لیے ایسا جامع نصاب تعلیم غالبا ممکن نہیں اس لیے بہتر یہ تھا کہ نصاب تعلیم بالکل غیر مذہبی ہوتا جس میں نہ کسی مذہب کی وکالت ہوتی نہ تردید، بلکہ اس کا دائرہ صرف تہذیبی وثقافتی معلومات یا دوسری تعلیمی ضروریات تک محدود رہتا، ہندوستان کے دستور سازوں نے اپنے فہم وبصیرت کا ثبوت دیا اور دوسری صورت یعنی سیکولر نظام تعلیم کو ترجیح دی، یہی نظام انگریزوں کے دور حکومت میں بھی رائج تھا، درحقیقت اس طرح کے نظام میں نہ تو کسی فرقہ کو کوئی اعتراض ہوسکتا ہے نہ شکایت، مسلمان بھی اس صورت حال سے مطمئن رہتے، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تعلیمی نظام کے بارے میں حکومت کی مذکورہ پالیسی دستور کے صفحات کی زینت بن کر رہ گئی، پھر اس کا دائرہ سرکاری اعلانات تک محدود رہا۔

## کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

# ریاض الجنۃ

: رضوان احمد ندوی

احادیث نبویہ، قرآن مجید کی تفصیل وتشریح ہیں، اور ان کا براہ راست تعلق ہدایت کے سرچشمہ آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، اس لیے اس کو جاننے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش ہونی چاہیے، اس سے دنیا وآخرت میں کامیابی ملے گی اور ترقی کے دروازے کھلیں گے، مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا محمد عارف حسین قاسمی مدرسہ مقابل علوم برادر بھنگہ بہار، جنہوں نے روزمرہ کے سماجی، تعلیمی اور اخلاقی موضوعات وغیرہ سے متعلق مستند احادیث کو جمع کیا، تاکہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو ان سے رہنمائی مل سکے اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں، زیر تبصرہ کتاب ''ریاض الجنۃ'' اسی سلک زریں کی ایک مفید ومبارک کڑی ہے، جس میں انہوں نے ۵۱۰/احادیث کو مختلف اور مستند کتب حدیث سے عربی متون کے ساتھ منتخب کیا اور پھر اردو زبان میں اس کا سلیس وشگفتہ ترجمہ اور مختصر مگر جامع تشریح بھی کردی، تاکہ قارئین کو اس کی فہم وفراست میں مدد مل سکے، گرچہ اس موضوع پر اردو میں بعض مفید کتابیں چھپی ہیں، مثلا، معارف الحدیث (از مولانا محمد منظور نعمانی)، تعلیم الحدیث (مولانا عبدالکریم پاریکھ) راہ عمل (مبصر، مولانا رضوان احمد ندوی) وغیرہ کی تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں، تاہم احادیث سے استفادہ اور اس کی برکتوں کے فیض کو عام کرنے کی غرض سے اس قسم کے مجموعے برابر شائع ہوتے رہیں، تاکہ اعمال واخلاق کی درستگی ہوتی رہے، فاضل مؤلف نے کتاب کا نام ''ریاض الجنۃ'' رکھ کر دل کو موہ لیا، یہ نام الفاظ اور معنی کے لحاظ سے بڑا ہی پرکشش ہے، یعنی (جنت کی کیاری) بہت صحیح اور مناسب ہے، یہ اور بات ہے کہ اس نام سے دوسری کتابیں بھی میری نظر سے گذری ہیں، بلکہ اسی نام سے مدرسہ عربیہ ریاض العلوم چوکیہ گورینی جونپور سے ایک مفید رسالہ بھی نکلتا ہے، کیونکہ اس نام میں ایک ایسی جاذبیت ہے کہ جس سے ہر تعلیم یافتہ شخص کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے، ۲۷۲/صفحات پر مشتمل اس کتاب کے شروع میں مولانا مفتی محمد اسعد جلال قاسمی (دیوبند) مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی (دیوبند) مفتی عزیز الرحمٰن چمپارنی (نئی دہلی) وغیرہم کے قلم سے فاضلانہ مقدمہ بھی موجود ہے، جس سے اس کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے، عرض مؤلف کے تحت فاضل مرتب نے اس کتاب کے لکھنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے جو کچھ تحریر کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جموئی کے ایام تدریس میں وہاں کے کچھ لڑکے جو غیر ممالک میں اپنی روزی روٹی کے لئے آمدورفت کرتے رہتے ہیں، وہ بارہا کچھ ایسے علمی اشکالات کرتے رہتے تھے جن سے علماء حق سے بدظنی کا اظہار ہوتا تھا، اور اکثر ان کے نشانہ پر مسلک حنفی یا علماء احناف ہوا کرتے تھے، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے انہیں تشفی بخش جواب دیا جاتا تھا، اسی پس منظر میں ریاض الجنۃ مرتب کیا (تلخیص عرض مؤلف) یاد رکھئے کہ احادیث نبویہ کی افادیت کو عام کرنے کے لئے مسلک ومشرب کی بحث چھیڑنا اب غیر ضروری عمل ہے، کیونکہ فقہ حنفی پر یہ پرانا اعتراض ہے کہ امام صاحب احادیث نبویہ کے مقابلہ میں قیاس ورائے کو ترجیح دیتے ہیں، مگر ہر زمانہ میں اس کے اتنے جوابات دیئے گئے ہیں کہ اب اعتراض کی کوئی وقعت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

کتاب کے سلسلہ میں میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ اگر فاضل مؤلف ہر ابواب کے تحت موضوعاتی فہرست مثلا طہارت وپاکیزگی، نماز وروزہ کے احکام، نکاح کی شرعی حیثیت، صلہ رحمی اور آداب دعا وغیرہ کا جلی عنوان دے کر اس ذیل کی تمام احادیث کو ایک جگہ درج کرتے تو شاید اس کی افادیت مزید دوچند ہوجاتی، اس سے قطع نظر یہ کتاب بہت عمدہ ہے اکثر احادیث غور وفکر سے لکھے گئے ہیں، جو مذہبی اور علمی ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ ہے۔ امید ہے کہ ان احادیث کا مطالعہ مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگا، ضرورت مند اصحاب ڈھائی سو روپے بھیج کر مکتبہ ریاض الحسنات برا، ضلع دربھنگہ سے طلب کر سکتے ہیں، یا براہ راست فاضل مؤلف کے موبائل نمبر 9939814021 پر رابطہ کر کے منگوا سکتے ہیں۔

# حیات شمسی

زیر تبصرہ کتاب ''حیات شمسی'' دراصل ضلع دربھنگہ کے موضع منیٹھا کی ایک دینی، ملی اور سماجی شخصیت جناب ڈاکٹر محمد شمس الزماں قادری فریدی (المتوفی ۲۰۰۴) کی سیرت وکردار، خاندانی احوال وکیفیات، بیعت وارشاد اور غیر مطبوعہ تصانیف ومکتوبات کا مجموعہ ہے، جس کو ان کے ایک شیدائی جواں سال عالم دین مولانا محمد عارف حسین قاسمی (دربھنگہ) نے مرحوم ڈاکٹر صاحب کی خودنوشت آپ بیتی کی روشنی میں آثار واحادیث کے حوالوں کے ساتھ مرتب کیا ہے، پھر ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادوں نے اس کو طبع کرادیا، اس کی اشاعت وطباعت کا مقصد بیان کرتے ہوئے خود ان کے صاحبزادہ جناب ڈاکٹر شفیق الزماں نے تحریر کیا کہ (۱) سوانحی تحریریں نئی نسل کے لیے سامان عبرت ہوتی ہیں کہ وہ دیکھتی ہے کہ ہمارے آباء واجداد کیسے تھے، ان کا زمانہ کیسا تھا اور زمانے کے لوگ کیسے تھے، اس طرح نئی نسل کی ذہنی تربیت ہوتی ہے۔ (۲) سوانحی تحریر بظاہر ایک فرد سے جڑی معلوم ہوتی ہے تاہم اس کی تیاری میں زمانہ کے نشیب وفراز کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے جس سے عمومیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (۳) سوانحی تحریریں کسی نہ کسی سطح پر تاریخی حیثیت رکھتی ہے، وہ بھی رفتہ رفتہ تاریخ کا حصہ بننے لگتی ہے، یہی وجہ ہے کہ سوانح تاریخ پر جلد اثر انداز ہوتی ہے (ص/۹) اسی پس منظر میں اس کتاب کو طبع کردیا گیا تاکہ ہماری نئی نسل اس سے کچھ سبق حاصل کرے اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ ان کے اندر پیدا ہو، اس لحاظ سے کتاب قابل قدر ہے، البتہ کاغذ اور طباعت کے لحاظ سے کتاب کے معیار کو کچھ اور بلند ہونا چاہئے، گرچہ کتاب کا حسن ظاہر ہے، لائق مؤلف کی محبت اور محنت جھلکتی ہے۔ ۱۲۸/صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ۸۰/روپے ہیں، خواہشمند اصحاب پھول حسن کلینک، موضع منیٹھا ضلع دربھنگہ کے پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

# ملک میں جرم وسزا کے دوہرے پیمانے کیوں؟

عارف عزیز بھوپال

قانون اورآئین کے دائرہ میں رہتے ہوئے انصاف دلانا عدالتوں کی ذمہ داری ہےاوراس کونافذ کرنا انتظامیہ اورسماج کی ذمہ داری ہے،انصاف کرنے والوں کی نگاہیں تیز ہوتی ہیں،لیکن اس کے لئے روشنی کا کام انتظامیہ کرتی ہے،اگروہ نہ چاہےتو عدالتیں عام معاملات میں انصاف کرنے سے معذور رہتی ہیں،لہٰذا سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ انتظامیہ خود ایماندار ہویعنی انصاف دلانے کا جذبہ خوداس کے اندر موجود ہو،موجودہ صورت حال میں ہمارے یہاں اس کی کافی کمی نظرآتی ہے،کیونکہ انصاف کے مقابلہ میں ناانصافی کا دن بدن بول بالا ہورہاہے،مثال کے طور پر دہلی کے فسادات کی سچائی کو دبانے اور کمزور کرنے میں جس طرح وہاں کی انتظامیہ کی پوری مشنری نے اپنا کردار ادا کیا،اس سے دہلی انتظام وانصرام کے ہر پرزے کا زنگ نمایاں ہوگیا،اسے صرف تکنیکی خامی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے پس پشت سیاست کی موثر کارفرمائی موجودرہی ہے،سیاست کے اسی عمل دخل کے باعث واضح نظرآنے والا جرم بھی جرم نہیں رہتا بلکہ دوسری شکل اختیار کرلیتا ہے،اس کا اندازہ ۱۹۸۴ء سکھ مخالف فسادات،بابری مسجد کی شہادت اور گجرات کے مسلم کش دنگوں کوالگ الگ زاویہ سے دیکھنے کی ذہنیت سے ہوتا ہے،اس طرزِ فکراور طریق عمل کیلئے کونسی پارٹی یا تنظیم زیادہ ذمہ دار ہے یہ کہنا بھی مشکل ہے۔غیر ذمہ دارو بدعنوان مشنری کے اسی رویہ کے باعث اہم شخصیات عدالتوں سے بری ہوجاتی ہیں،ہر مرتبہ کوئی تکنیکی وجہ بری ہونے کا باعث بنتی ہے،گزشتہ بیس سال سے بااثر مجرموں نے سیاست کی پناہ لے رکھی ہےاوران کا کلاس بھی تبدیل ہوگیا ہےاب یہ عوام کوہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ ان کا نمائندہ کون ہو۔

خودسپردگی کرنے والے معروف ڈاکوسرغنہ مہر سنگھ سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ ججوں سے بیر نہیں رکھتے حالانکہ وہ آپ کو سزاسناتے ہیں،مہر سنگھ کا جواب تھا کہ نہیں ہماری نظر تو گواہ پراوران کو پیش کرنے والی پولس پر رہتی ہے،جب پولس ہی نہیں چاہے گی اور گواہ ہمارے خلاف منہ نہ کھولیں گے توجج کیا کرلیں گے؟ایک الجھے سوال کا نہایت آسان جواب مہر سنگھ نے دے دیا۔عام آدمی ضرور اخباری خبروں کی بنیاد پر کسی واردات کے ملزم کے خلاف تصور قائم کرلیتا ہے لیکن عدالت اپنے سامنے پیش کئے گئے ثبوتوں پر فیصلہ صادر کرتی ہے،اگر گواہ نے عدالت میں ملزم کے خلاف بیان نہیں دیا تو ملزم یقیناً بری ہوگا اور عام لوگ اس کیلئے پولس یا گواہ کونہیں عدالت کونشانہ بنائیں گے۔

ایک طرف توانتظامیہ کی طرف سے پیش ہونے والے استغاثہ کا یہ حال ہے کہ وہ اتنے کمزور وپھسپھسے ہوتے ہیں کہ مجرم کوسزانہیں ملتی اوروہ عدالتوں سے بری ہوجاتے ہیں،خاص طور پر مالدار اورصاحب حیثیت کا توبال بھی بیکا نہیں ہوتا، آج تک ایک بھی مثال ایسی نہیں کہ کسی امیر مجرم کو پھانسی کی سزادی گئی ہو،عام طور پر امیر اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر سنگین سے سنگین جرم کرتے ہیں لیکن انہیں موت کی سزانہیں سنائی جاتی،ایک دومعاملے نہیں کئی ہیں،جیسیکا لال کے قتل کی واردات سب کے سامنے ایک بار میں ہوئی تھی لیکن قاتل منوشرما کو پھانسی کی سزانہیں ملی کیونکہ اس کا باپ ونود شرما مرکزی وزیر تھا،وہ تو اس دھاندلی پر جب ہنگامہ ہوا مقدمہ دوبارہ سنایا گیا اور مجرم کیفرکردار تک پہونچا،اسی طرح راجپوت آئی پی ایس سنتوش سنگھ جودہلی کی طالبہ پردرشنی مٹو کے اغوا،ریپ اورقتل کا مجرم تھا،پھانسی پر چڑھنے سے بچ گیا ایک اور برہمن آئی پی ایس افسر روی کانت شرما ایک جرنلسٹ شیوانی بھٹناگر کے قتل کا مرتکب ہوالیکن شک کا فائدہ ملنے پر سنگین سزا سے محفوظ رہا،جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے سربراہ شیبوسورین پر بھی قتل کا مقدمہ چلا،اثر ورسوخ کی وجہ سے بری ہوگیا،بی جے پی صدر امیت شاہ پرفرضی انکاؤنٹر کے الزامات لگے،لیکن ایک کے بعد ایک وہ الزامات سے بری ہوتے رہے۔

اس کے برعکس ملک کے اقلیتی فرقے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ انہیں مختلف الزامات میں سزائیں ہورہی ہیں،کئی کو پھانسی پر بھی چڑھایا جاچکا ہے،ان کی جان ومال،عزت وآبرو کی کسی کو پرواہ نہیں،سب سے زیادہ جیلوں میں بند مسلمان ہی ہیں،کئی معاملات میں مسلمانوں کے خلاف جرم ثابت نہیں ہوتا اور عدالت انہیں بری کرنا چاہتی ہےتو بھی انتظامیہ کی طرف سے اوپر کی عدالتوں میں اپیل کردی جاتی ہے،یعنی ایک طرف مجرم سزا سے محفوظ ہیں،تو دوسری جانب ملزم کی غربت اوراس کا مسلمان ہونا ہی سزا کے لئے کافی ہے۔

کسی بھی مثالی جمہوریت میں قانون کی حکمرانی ناگزیر ہےاور عدالت قانون کے مطابق ہی انصاف کرتی ہیں،عدالتوں سے اگر انصاف ملنے میں کوتاہی ہورہی ہےتو کیا یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قانون کی عمل داری ختم ہوگئی ہے،درحقیقت یہ تجزیہ سطحی ہوگا کیونکہ افراد اور انتظامیہ ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں،انتظام افراد کیلئے ہوتا ہے،افراد انتظام کیلئے نہیں،ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے جوخود کیلئے انصاف چاہتے ہیں لیکن جب دوسروں کیلئے سچائی کے بیان کرنے کا موقع ملے تو سچ کے سوا سب کچھ کہہ دیں گے،عام گواہوں کو چھوڑ دیجئے،سیاست داں،صحافی یہاں تک کہ پولس تفتیش کنندگان کو عدالت کھینچ کرلانے کے لئے اکثر قانونی اختیارات کوکام میں لانا پڑتا ہے،بمشکل تمام عدالت پہونچنے والے عینی گواہ ہی جب واردات سے ناواقفیت کا اظہار کردیں یا سلسلہ واقعات پر روشنی ڈالنے کے باوجود سامنے کھڑے ملزم کی شناخت سے معذوری ظاہر کردےتو عدالت کس ثبوت کی بنیاد پر ملزم کوسزا سنائے گی۔

تعزیرات ہند کا پرانا اصول ہے کہ سوملزم چھوٹ جائیں لیکن ایک بےقصور کوسزا نہ ملے،لیکن یہ ضابطہ موجودہ ہندوستانی معاشرہ پر صادق نہیں آتا،جس میں مجرموں کی بالادستی دن بدن بڑھتی جارہی ہے،اسی لئے دن دہاڑے اور برسرعام ہونے والی قاتلانہ وارداتوں کے گواہ نہیں ملتے یا ان کے شاہد اسی میں عافیت سمجھتے ہیں کہ انجان بنے رہیں،خواہ بےقصور کوسزا مل جائے یا ملزم بری ہوجائے۔

عینی گواہوں کی طرح ہمارے ذرائع ابلاغ بالخصوص اخبارات بھی جرم کی چشم پوشی میں پیچھے نہیں ہیں،ایک معاصر نے اس پرگرفت کرتے ہوئے صحیح لکھا تھا کہ جیسیکا لال قتل کے ملزموں کی رہائی پر جواخبارات اپنے صفحات پراداریے، رپورٹیں،مضامین اورمکتوب شائع کرتے رہے،انہوں نے ممبئی کے خواجہ یونس کی اس ماں کو فراموش کردیا تھا،جو انصاف کیلئے عروس البلاد کی سڑکوں پر ماری ماری پھرتی رہی۔

# اچھی بیوی کی چار صفات

رشیدی اسماعیل لکھنوی

اسلام کی نظر میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کے اندر چار صفات ہوں: **پہلی صفت:** تو یہ ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں خاوند کی مددگار رہو۔مثلاً خاوند بچوں کی نیک تربیت چاہتا ہے،بچوں کو دین پڑھانا چاہتا ہے،دین کی کوئی بھی نیت بندے کے اندر ہےتو یہ بیوی اس کی وزیراورمشیر بن کرکام کرے Guide lines (رہنمائی) خاوند کی ہوگی اور یہ عورت اس کا معاون بن کے کام کرے گی۔

**دوسری صفت:۔** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دیکھنے سے دل خوش ہوجائے، ذہن میں رکھنا کہ خوبصورت بیوی کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اورخوب سیرت بیوی کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے،اس لئے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی بیویاں رشک قمر ہوتی ہیں یا چاند جیسی خوبصورت ہوتی ہیں،مگر ضدی ہوتی ہیں،ہروقت ان کے ساتھ جھگڑا فساد کرتی ہیں،خاوندان کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میں گہرائی دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی دوسری صفت یہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے دل خوش ہو،اس کے چہرہ پرنظر پڑےتو انسان کا دل خوش ہوتا ہے،تو گویا بیوی کے اندر دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ایسی نیکوکار،پرہیزگار اورخدمت گزار ہو کہ خاوند دیکھےتو اس کا دل خوش ہوجائے۔

**تیسری صفت:۔** تیسری صفت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بیوی میں یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ میاں کی بات مانتی ہو،گھر کا نظام چلانے کے لئے رب کریم نے مرد کوامیر بنایا ہے،آج چھوٹے چھوٹے پروجیکٹ ہوتے ہیں کسی نہ کسی کوان کا انچارج بنادیتے ہیں اس لئے کہ اگرکسی کام کا کوئی بھی انچارج نہ ہوتو پھر سبھی انچارج بن جاتے ہیں،فیکٹریاں بناتے ہیں تواس میں بھی ایک منیجر ہوتا ہے جوسب کوCoordinate (مربوط) کرتا ہے،سب کی care taking (دیکھ بھال) کرتا ہے اورManage کرتا ہے،گھر کوبھی اللہ رب العزت نے چھوٹی سی حکومت قرار دیا ہےاورمرد کواس کا منیجر بنادیا،امیر بنادیا،عورت کو نہ بنانے میں دووجوہات تھیں،ایک تو یہ کہ امیر بنتی تو باہر کے کاموں کو کیسے سمیٹ پاتی اوردوسرا یہ کہ طبعاً عورت نرم مزاج ہوتی ہے،جلدی متاثر ہوجاتی ہے،جذبات میں جلدی آجاتی ہے،لہذا اس کے فیصلے بڑی جلدی کے ہوتے ہیں،اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کوامیر بنایا اورفرمایا"الرجال قوامون علی النساء" اللہ تعالیٰ نے مردوں کوعورتوں کا قوام بنایا؛یعنی وہ ان کے گھر کی زندگی کےقوام ہیں،ان کے امیر ہیں،توجب پروردگار نے فیصلہ فرمادیا تواب جھگڑے کی ضرورت ہی نہیں،خواہ مخواہ بیوی یہ سمجھتی پھرے کہ میری ہربات مانی جاتی،میرا ہاتھ اوپر رہتا،یہ خواہ مخواہ زندگی کوضائع کرنے والی بات ہے۔نیک بیوی وہی ہوتی ہے جواپنے خاوند کو بڑا بنائے رکھے،اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا بنایا ہے،چنانچہ کتنی ایسی بیویاں ہیں جواپنے خاوند سے زیادہ تعلیم یافتہ بھی ہوتی ہیں،ان کواپنے خاوند سے ذہانت،عقل مندی،بصیرت ہراعتبار سے فضیلت حاصل ہوتی ہے مگران کودیکھا ہے کہ ہربات میں پگڑی اپنے خاوند کے سرباندھ دیتی ہیں،ہربات اپنے خاوند کے ذریعہ سے کرواتی ہیں لوگوں کی نظر میں اس کو بڑا بناتی ہیں،اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہونگے اس عورت سے جوکام تو خود سمیٹے اورکریڈٹ اپنے میاں کو دے،اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا بنایا ہے،آج کل کی بڑی مصیبت جوشیطان نے ڈالی وہ یہ کہ شادی ہونے کے بعد میاں بیوی یہ طے نہیں کرپاتے کہ آخری فیصلہ کس کا ہوگا،شریعت کا حکم ہے کہ اگرکسی جماعت میں کوئی امیر ہوتو اللہ تعالیٰ کی مدد امیر کے ساتھ ہوگی،تو گھر میں خاوند امیر کی مانند ہے،لہذا جوفیصلہ خاوند کرے گا،برکت اسی میں ہوگی،ممکن ہے کہ بیوی اپنی تعلیم کی وجہ سے اپنی عقلمندی کی وجہ سے،کوئی اورمشورہ لے کرآئے جوظاہر میں اچھا نظرآتا ہومگراس بات کو بیوی نے زبردستی منوا بھی لیا تواس میں برکت نہیں ہوگی،جب تک خاوند کی رضامندی اس میں شامل نہ ہو۔اس لئے بیوی کو چاہئے کہ جوکام بھی کرنا چاہتی ہے،اپنے خاوند کو پیش کرے اوراس کواپنے ساتھ ملائے، اسے اعتماد میں لے،اس کے دل کوخوش کرکے اس سے وہ فیصلہ کروائے تاکہ اس کے فیصلے اندر برکت ہوجائے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں"عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیرلکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون"،ممکن ہےتم ایک چیز کوناپسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں خیر ہواورممکن ہےتم ایک چیز کو پسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں شر ہو،اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔

لہذا گھروں میں جوعورتیں باتیں کرتی ہیں،شورکرتی ہیں،اپنی ظاہری نظر کی بنیاد پر کرتی ہیں،ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے اس مشورہ میں اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالیں گے یانہیں ڈالیں گے،تو نیک بیوی اپنے مشورہ میں برکت ڈلوانے کے لئے اپنے میاں کو مناتی ہےاورمیاں کو منالینا اس کے لئے بہت آسان ہوتا ہے،اگرایک بندہ کوکسی بات پر نہ ہی کہنا ہوتو بھی جب وہ بیوی سے خوش ہوتا ہےتو دودفعہ ہاں کرتا ہے،تواس کے لئے خاوند کی طبیعت کوسمجھنا اورموقع محل کے مطابق بات کرنا اچھی عادت ہے،موقع محل کے مطابق کی گئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے،چنانچہ نیک بیوی کی تیسری صفت یہ بتائی گئی کہ وہ اپنے خاوند کی بات ماننے والی ہو،اس کے اندر میاں کے مطابق چلنے کا جذبہ ہواوروہ یہی سمجھے کہ میرے پروردگار کا حکم ہے،میں مان کے چلوں گی تو اس میں میرے لئے برکت ہوگی۔

**چوتھی صفت:۔** نیک بیوی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی عزت وناموس کے حفاظت کرنے والی ہو،جیسے مردوں کا جہاد میدان جنگ میں جاکر ہوتا ہےاسی طرح عورت کا جہاد اپنی عزت وناموس کی حفاظت کے معاملے میں گھر میں رہ کر ہوتا ہے۔اگر خاوند کسی وقت بیوی کی بات ماننے سے انکار بھی کرتا ہےتو نیکوکاری اوراخلاق کی برکت سے آخرخاوند کے دل کو ماننے پر مجبور کردیتی ہے،نیک بیوی اپنی نیکوکاری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے،گوکہ خاوند گھر کا امیر ہے،گھر کا بڑا ہے،اس طرح نیک بیوی اپنی نیکوکاری اپنی پرہیزگاری اوراپنی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے۔کسی نے سچ کہا ہے کہ نیک بیوی اپنے میاں کو بادشاہ بنا کررکھتی ہےاورخوداس کی ملکہ بنی رہتی ہے،اوربُری بیوی اپنے شوہر کوغلام بنا کررکھتی ہےاورخود غلام کی بیوی بنی رہتی ہے۔

# سراج الاولیاء حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے فیوض وبرکات

مولانا رضوان احمد ندوی

ملک المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (المتوفی ۶۳۳ھ) ہندوستان کے ایک عظیم روحانی پیشوا اور جلیل القدر مصلح گذرے ہیں، انہوں نے برصغیر ہندو پاک میں روحانی اور اصلاحی تحریک کے ذریعہ ایک انقلاب بپا کیا، ان کے تبلیغی مساعی سے بے شمار بندگان خدا نے ایمان واحسان کی دولت پائی، حضرت خواجہ صاحب دراصل شہر ماوراء النہر کے علاقہ اوش میں پیدا ہوئے، صغرسنی میں ہی والد کے سایہ سے محروم ہوگئے، والدہ محترمہ نے ان کی تعلیم وتربیت کی پوری ذمہ داری نبھائی، قرآن مجید کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بغداد کا سفر کیا، یہاں فقیہ ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے ظاہری وباطنی کمالات حاصل کئے، راہ سلوک کی منزلیں بھی طے کیں اور آخر میں ممتاز علماء ومشائخ کی موجودگی میں ان کے دست مبارک پر بیعت اور خرقہ خلافت سے سرفراز بھی ہوئے، کہا جاتا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال کے قریب تھی، بیعت کے بعد والدہ نے شادی کردی، لیکن ریاضت ومجاہدہ سے دل ایک ساعت کے لئے بھی غافل نہ ہوا، اولیاء کرام کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کرنے کے لئے مختلف مقامات کی سیاحت کی، غزنی وسمرقند تشریف لے گئے، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی جیسے برگزیدہ بزرگوں کی صحبت سے فیضاب ہوئے، اس کے بعد ملتان ہوتے ہوئے ۵۸۷ھ میں دہلی تشریف لائے، سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب آپ نے دہلی کا ارادہ فرمایا اور بادشاہ شمس الدین التمش کو خبر ملی تو وہ آپ کے استقبال کے لئے پلکیں بچھائے بیٹھے رہے اور جب دہلی پہونچے تو والہانہ خیر مقدم کیا اور ان کے قیام کا عمدہ انتظام کیا، بادشاہ کو حضرت خواجہ صاحب سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی وہ برابر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعائیں لیتے، وہ عوام سے بھی ان کی مجلسوں میں شرکت کی تلقین کرتے تھے، خواجہ صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ ایک رات التمش میرے پاس آئے اور میرا پاؤں پکڑلیا، میں نے کہا کہ مجھ کو کب تک تکلیف پہونچاتے رہوگے، جو ضرورت ہو بیان کرو، اس نے کہا کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو مملکت تو دی، لیکن قیامت کے روز جب مجھ سے اس کی باز پرس ہوگی اور اس کا حساب دینا ہوگا تو اس وقت بھی آپ مجھے نہ چھوڑیں، وہ اس وقت تک واپس نہ گیا جب تک کہ میں نے اس کی بات قبول نہ کرلی (بزم صوفیہ) ان کی اس نیک نفسی کی وجہ سے تذکرہ نویسوں نے ان کا ذکر اولیاء اللہ کی فہرست میں کیا، حضرت قطب صاحب کے پیرومرشد خواجہ معین الدین چشتی ایک مرتبہ اپنے مرید سے ملاقات کے لئے اجمیر سے دہلی تشریف لائے، اور انہیں اپنے ساتھ اجمیر چلنے کا حکم دیا تو سلطان التمش بہت افسردہ خاطر ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے منت سماجت کی کہ ایسا فیصلہ نہ کریں، تاہم وہ قطب صاحب کو لے کر روانہ ہوگئے، مورخین نے لکھا ہے کہ دہلی کے باشندوں نے قطب الدین صاحب کو جاتے دیکھا تو وہ عاشق زار کی طرح آہ وبکا کرنے لگے، جس جگہ قطب صاحب قدم رکھتے تھے وہاں کی خاک اٹھا کر تبرکاً آنکھوں سے لگاتے تھے، جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ قطب الدین تم یہیں رہو، تمہارے چلے جانے سے دہلی کے لوگوں کا دل ٹوٹ جائے گا، ہم نے اس شہر کو تمہاری پناہ میں چھوڑا، سلطان التمش نے اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کیا، چنانچہ آخر وقت تک وہ دہلی میں ہی مقیم رہے اور عبادت وریاضت اور مخلوق کی اصلاح کرتے رہے۔ (سیر الاولیاء)

وہ یاد حق میں اس قدر مستغرق رہتے کہ بیس برس تک رات کو اطمینان سے نہ سوئے، نماز اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہتے، کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے، ہر رات تین ہزار بار درود شریف پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے، انہوں نے ایک مجلس میں ذکر کیا کہ شروع میں مجھ سے قرآن شریف حفظ نہ ہوتا تھا، ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں ان کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا پھر عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کلام پاک حفظ کرلوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے رونے پر رحم آیا اور شفقت سے فرمایا کہ سر اٹھاؤ، میں نے سر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورہ یوسف برابر پڑھا کرو، قرآن مجید یاد ہوجائے گا، میں بیدار ہوا اور اس کے بعد سے سورہ یوسف پابندی سے پڑھنے لگا یہاں تک کہ پورا کلام پاک حفظ کرلیا (فوائد السالکین)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب کو حد درجہ صبر وتحمل اور استغناء کی دولت سے نوازا تھا، انہوں نے فقر ودرویشی کی زندگی گذاری مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا، ''کاکی'' کے لقب سے مشہور ہونے کی وجہ بھی یہی بتلائی جاتی ہے کہ جب آپ دہلی میں مقیم تھے تو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، آپ کے اہل وعیال بڑی عسرت وتنگ دستی کے عالم میں زندگی بسر کرتے تھے، اس زمانے میں پڑوس کی ایک بقال عورت سے کچھ ادھار لے کر گذر بسر کی سبیل نکالی جاتی تھی، ایک دن اس بقال عورت نے آپ کی اہلیہ سے طنزاً بات کہی کہ اگر میں تمہارے پڑوس میں نہ ہوتی تو تم سب کے سب بھوکے مرجاتے، حضرت کی اہلیہ پر یہ بات بڑی شاق گذری اور اب اس نے یہ پختہ عہد کیا کہ آئندہ ہم اس سے قرض نہ لیں گے، ایک دن اس واقعہ کا ذکر خواجہ بختیار کاکی کے سامنے بھی آیا، آپ نے فرمایا کہ میں بھی کسی سے قرض لینے کے حق میں نہیں ہوں، لہٰذا جب تمہیں کسی طرح کی ضرورت پیش آئے تو ہمارے حجرہ کے طاق میں ہاتھ ڈال کر پکی پکائی روٹی حاصل کرلیا کرو، چنانچہ اس کے بعد سے جب ضرورت پیش آتی تو اس طاق سے روٹی حاصل کی جاتی، اس روٹی کو کاک کہتے ہیں، اس نسبت سے آپ کاکی کہلائے جاتے ہیں، یہ ان کے حزم واحتیاط کی بات تھی کہ انہوں نے اللہ سے دعاء کی اور اللہ نے ان کے لئے یہ غیبی نصرت عطا کی، ان کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ بادشاہ التمش نے کچھ گاؤں بطور نذرانہ دینا چاہا تو قطب صاحب نے کہا کہ جس کے یہاں خزائن الٰہی کا دریا بہتا ہو وہ چند گاؤں لے کر کیا کریگا، جاؤ آئندہ درویشوں کے ساتھ گستاخی نہ کرنا، پھر اسی حال میں پوری زندگی گذار دی، اور جب داعی اجل کا پیغام آیا تو جان جاں آفریں کو سپرد کردی، اس طرح وہ ۶۳۳ھ میں رب کائنات سے جاملے۔

انہوں نے وصال سے پہلے وصیت کی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصر کی سنتیں قضاء نہ کی ہو اور ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہو بلکہ اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، یہ شرطیں ایسی تھیں جس کے معیار پر بہت کم لوگ اتر رہے تھے، سلطان التمش آگے بڑھے اور کہا کہ اللہ نے ہمیں اس کی توفیق بخشی ہے، اس لئے انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھانے کی سعادت حاصل کی (مستفاد از بزم صوفیہ)

مایہ ناز مورخ وسیرت نگار حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا ہے کہ انتقال سے پہلے عید کے روز عیدگاہ سے قیام گاہ کی طرف واپس آرہے تھے، کہ ایک ایسے میدان سے گذر ہوا جہاں کوئی قبر یا آبادی نہ تھی، خواجہ صاحب وہاں ٹھہر گئے اور دیر تک کھڑے رہے، کسی خادم نے عرض کیا کہ عید کا دن ہے، اور خلقت منتظر ہے، آپ نے یہاں کیوں توقف فرمایا، ارشاد ہوا مجھے یہاں سے دلوں کی خوشبو آتی ہے دوسرے وقت زمین کے مالک کو بلا کر اپنے صرف خاص سے اس کو خرید لیا اور اس کو اپنے دفن کے لئے تجویز فرمایا، وہیں مدفون ہوئے، (تاریخ دعوت وعزیمت)

آپ کا روحانی فیض آپ کے بعد بھی جاری رہا، آپ کے بیس بائیس کے قریب خلفاء نے آپ کے دعوتی مشن کو آگے بڑھایا، ان سب میں سب سے زیادہ نمایاں نام حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کے اصلاحی کارناموں کا مفصل تذکرہ نقیب کے شمارہ ۳۷ میں گذر چکا ہے کہ حضرت قطب صاحب کی مجلسوں کے ملفوظات کو بابا فریدالدین نے جمع کیا جو فوائد السالکین کے نام سے ۳۶ صفحے کا ایک مختصر رسالہ ہے، اس رسالہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے راہ سلوک کے درجے اور سالک کی زندگی کیسی ہونی چاہئے اس پر عمدہ کلام کیا ہے، فوائد السالکین کے حوالہ سے بزم صوفیہ کے مصنف نے جتنی تفصیل بتائی ہے اس کو ہم ان ہی کی زبان سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اس میں جو کیفیت ہے، وہ باقی رہے۔

**سالک کی زندگی۔** سالک کم کھائے، اگر وہ پیٹ بھرنے کے لئے کھاتا ہے، تو وہ نفس پرست ہے، کھانا صرف عبادت کی قوت کو قائم رکھنے کے لئے کھائے، اس کے لباس میں نمائش نہ ہو، اگر وہ دکھانے کے لئے لباس پہنتا ہے تو راہ سلوک کا راہزن ہے، کم سوئے، کم بولے، آلائش دنیا سے پاک رہے، حضرت بایزید بسطامیؒ نے ستر سال تک عبادت کی مگر جب مقام قرب آیا تو ان کو قربت محض اس وجہ سے حاصل ہوسکی کہ ان کے پاس مٹی کا جو کوزہ اور چمڑے کا جو خرقہ تھا ان کو پھینک دیا، تو یہ درجہ حاصل ہوا۔

**سالک اور محبت الٰہی۔** سالک ہر وقت محبت الٰہی میں غرق رہے، اور سکر میں اس کا یہ حال ہو کہ اس کے سینہ میں زمین وآسمان بھی داخل ہوجائیں، تو اس کو خبر نہ ہوا، اگر سالک راہ سلوک کی تکلیف میں فریاد کرتا ہے، تو محبت کا دعویدار نہیں ہوسکتا، بلکہ کاذب اور دروغ گو ہے، سچی دوستی یہ ہے کہ جو کچھ دوست کی جانب سے پہنچے، اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھے کہ اس بہانہ سے دوست نے اس کو یاد تو کیا، چنانچہ رابعہ بصریہ پر جس روز بلا نازل ہوتی تھی وہ نہایت خوش ہوتی تھیں، اور جس روز بلا نازل نہ ہوتی، وہ بہت ہی ملول خاطر رہتیں کہ دوست نے ان کو یاد نہیں کیا، حضرت خواجہ معین الدینؒ بھی فرماتے تھے کہ محبت کا دعویٰ اسی کو کرنا چاہئے جو دوست کی بلا پر صبر کرسکے، کیونکہ دوست کی بلا دوست کے واسطے ہے، جس روز یہ بلا نازل نہ ہو سمجھنا چاہئے کہ یہ نعمت اس سے لے لی گئی، کیونکہ راہ سلوک میں نعمت دوست کی بلا ہی کو کہتے ہیں۔

**راہ سلوک کے درجے:۔** ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ مشائخ طریقت نے بالاتفاق سلوک کے ایک سو اسی درجے رکھے ہیں، لیکن اولیاء طریقت جنیدیہ نے سو درجے، صوفیائے طریقۂ ذوالنون نے ستر درجے قائم کئے ہیں، طریقۂ ابراہیم بشر بن حافی میں کل پچاس درجے شمار کئے ہیں، خواجہ بایزید بسطامی وعبداللہ بن مبارک اور خواجہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ سلوک کے کل پینتالیس درجے ہیں، اولیائے طریقہ شاہ شجاع کرمانی سمنون جحت اور خواجہ محمد مرعشی کے نزدیک سلوک میں بیس ہی درجے ہیں، مگر مشائخ چشتیہ سلوک میں صرف پندرہ درجے شمار کرتے ہیں، ان درجات میں ایک درجہ کشف وکرامت کا ہے جن کے نزدیک سلوک میں ایک سو اسی درجے ہیں، ان میں ۸۰ واں درجہ کشف وکرامت کا ہے، طبقۂ جنیدیہ میں ۷۰ واں، طبقہ بصریہ میں ۳۰ واں، طریقہ ذوالنون میں ۴۶ واں، شاہ شجاع کرمانی کے نزدیک دسواں اور خواجگان چشت کے یہاں ۵ واں درجہ ہے، اس درجہ کے حاصل ہونے کے باوجود سالک کو کشف وکرامت میں اپنی ذات کو ظاہر کرنا نہیں چاہئے، کیونکہ اس کے اظہار سے بقیہ درجات سے وہ محروم ہوجاتا ہے۔ حضرت قطب صاحب نے اسرار الٰہی کے پوشیدہ رکھنے پر بڑا زور دیا ہے، فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں حوصلہ وسیع ہونا چاہئے کہ اسرار جاگزیں ہوسکیں، فاش نہ ہونے پائیں، کیونکہ جو شخص کامل ہوتا ہے وہ کبھی دوست کے اسرار کو فاش نہیں کرتا، چنانچہ قطب صاحب کا بیان ہے کہ وہ ایک مدت تک اپنے مرشد کی صحبت میں رہے، لیکن کسی حال میں بھی انہوں نے اسرار الٰہی ظاہر ہونے نہ دئے، حضرت قطب صاحب کے نزدیک منصور عارف کامل نہ تھا، کیونکہ اس نے سر دوست کو ظاہر کردیا، حضرت جنید بغدادیؒ پر عالم سکر میں کٹھن گھڑیاں گذرتیں، لیکن وہ صرف یہ کہتے کہ ہزار افسوس اس عاشق پر کہ وہ دوستی کا دم بھرے اور جب عالم غیب کے اسرار اس کو معلوم ہوں تو فوراً ان کو دوسرے کے سامنے کہدے''۔

**شریعت کی پابندی:۔** حضرت قطب صاحب نے شریعت کی پابندی سالک کے لئے لازمی قرار دی ہے، سالک سکر یا کسی حال میں ہو اس کا کوئی فعل شریعت کے خلاف نہ ہونا چاہئے، چنانچہ وہ خود جب کبھی عالم سکر میں بے ہوش ہوتے ہیں تو نماز کے وقت ہوش میں آجاتے اور نماز ادا کر کے بے ہوش ہوجاتے، ایک موقع پر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم اور اولیاء کرام محفوظ اس لئے ہوتے ہیں کہ ان سے عالم سکر میں بھی کوئی فعل خلاف شریعت سرزد نہیں ہوتا۔ (ص/۱۰۷)

ان ملفوظات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کے عارفین کے علم وفکر کی رسائی کن بلندیوں تک ہے اور انہوں نے معرفت الٰہی کی دریافت میں کہاں تک ترقیات وفتوحات حاصل کیں، اللہ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے

# بھارت: کسانوں کا احتجاج شدت اختیار کرتا ہوا

بھارت میں متنازع زرعی قوانین کے خلاف کسانوں کا احتجاج شدت اختیار کرتا جارہا ہے، جنوبی ریاست کرناٹک میں کسان آج ریاست گیر مظاہرے کررہے ہیں، اپوزیشن نے ان قوانین کو مودی حکومت کی تابوت میں آخری کیل قرار دیا ہے۔ بھارت کے بیشتر حصوں میں متنازع زرعی قوانین کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ پنجاب کے وزیراعلی امریندر سنگھ خود دھرنے پر بیٹھے گئے ہیں جبکہ آج دہلی میں انتہائی سیکورٹی والے انڈیا گیٹ علاقے میں بعض کسان مظاہرے کرنے میں کامیاب ہوگئے، انہوں نے حکومت کے فیصلے کے خلاف علامتی طور پر ایک ٹریکٹر کو نذر آتش کردیا۔

دہلی پولیس نے ایک بیان میں بتایا کہ ۲۸/ستمبر کی صبح سوا سات بجے کے قریب تقریباً پندرہ بیس افراد ایک ٹرک پر راج پتھ پر آ گئے۔ انہوں نے اس پر سے ایک ٹریکٹر اتارا اور اسے آگ لگادی۔ ان لوگوں نے خود کو پنجاب یوتھ کانگریس کا رکن ہونے کا دعوی کیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ پانچ لوگوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

اس دوران کسانوں کے ملک گیر مظاہروں اور اپوزیشن جماعتوں کی تمام تر اپیلوں کو نظرانداز کرتے ہوئے بھارتی صدر رام ناتھ کووند نے متنازعہ قوانین پر دستخط کردیے۔ اس نئی پیش رفت کے بعد حکومت مخالف مظاہروں میں مزید شدت پیدا ہونے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔

خیال رہے کہ زرعی قوانین کے خلاف سب سے زیادہ شدید مظاہرے پنجاب اور ہریانہ میں ہورہے ہیں۔ ان دونوں ریاستوں میں سینکڑوں مظاہرین کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ اس دوران پنجاب کے وزیراعلی امریندر سنگھ، مجاہد آزادی شہید بھگت سنگھ کے آبائی گاوں کھٹکر کلاں میں دھرنے پر بیٹھ گئے ہیں۔ کیپٹن امریندر سنگھ نے ان زرعی قوانین پر صدر رام ناتھ کووند کے دستخط کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے کہا ''موجودہ شکل میں ان قوانین کے نافذ ہونے سے پنجاب کی معیشت کی لائف لائن یعنی زراعت تباہ ہوجائے گی۔'' انہوں نے مزید کہا کہ حکومت قانونی ماہرین سے بھی مشورے لے رہی ہے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کررہی ہے کیا ریاستی حکومتیں ریاست کے قوانین میں تبدیلی کرکے کسانوں کو مرکز کے ان قوانین کے منفی اثرات سے بچاسکتی ہیں کیوں کہ بھارتی آئین میں زراعت کو ریاستوں کی فہرست میں رکھا گیا ہے یعنی ریاستی حکومتوں کو اس حوالے سے قانون اور پالیسی سازی کا پورا حق ہے۔ ادھر کانگریس کی حکومت والی وسطی ریاست چھتیس گڑھ کے وزیراعلی بھوپیش سنگھ بگھیل نے کہا ہے کہ وہ ان زرعی قوانین کے خلاف ریاستی اسمبلی میں قرارداد پیش کریں گے۔ متنازعہ زرعی قوانین کے خلاف آج جنوبی ریاست کرناٹک میں بند ہے۔ اطلاعات کے مطابق کرناٹک کے ۳۰/ میں سے ۲۵/اضلاع میں بند کا زبردست اثر دیکھنے کو مل رہا ہے۔ کرناٹک کی ایک سو سے زائد تنظیموں نے اس بند کی اپیل کی تھی۔

پورے ملک میں متنازعہ زرعی قوانین کے خلاف کسانوں کی ۲۰۰/ سے زائد تنظیموں اور متعدد اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے ملک گیر مظاہروں کی وجہ سے معمولات زندگی پر کافی اثر پڑ رہا ہے۔ ریل اور راستہ روکو تحریک اور مظاہروں کی وجہ سے ہریانہ، بہار، اترپردیش، مہاراشٹر، راجستھان، تمل ناڈو اور کرناٹک سمیت متعدد ریاستوں میں نقل وحمل اور معمولات زندگی پر اثر پڑا ہے تاہم بھارتی صوبہ پنجاب اس سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔ کسانوں کے احتجاجی مظاہرے کے مدنظر پنجاب سے گزرنے والی متعدد ٹرینیں منسوخ کردی گئی ہیں۔ ریاست کے کئی شہروں میں بڑے پیمانے پر پولیس فورس تعینات کی گئی ہے۔ کئی مقامات پر مظاہرین نے قومی شاہراہوں کو جام کردیا ہے اور ریلوے لائنوں پر بیٹھ گئے۔

شمالی بھارت کے علاوہ جنوبی بھارت کے کئی علاقوں میں بھی مظاہرے ہورہے ہیں۔ مظاہرین نے کرناٹک۔ تمل ناڈو قومی شاہراہ کو بھی جام کردیا ہے۔

کسانوں کی تنظیموں کے علاوہ اپوزیشن کی متعدد جماعتیں بشمول کانگریس پارٹی، ترنمول کانگریس، راشٹریہ جنتا دل اور بائیں بازو کی جماعتیں بھی ملک گیر بند اور مظاہروں کی حمایت کررہی ہیں۔ بالی ووڈ کے کئی اداکاروں نے بھی کسانوں کی حمایت میں بیانات دیے ہیں۔ کسانوں کی زبردست ناراضگی کو دیکھتے ہوئے بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت والی این ڈی اے حکومت کی قدیم حلیف جماعت شرومنی اکالی دل بھی ان متنازعہ قوانین کی مخالفت کررہی ہے۔ مودی کابینہ میں شامل شرومنی اکالی دل کی وزیر ہرسمرت کور پہلے ہی احتجاجاً استعفی دے چکی ہیں۔

**غلامی کی نئی عبارت:** کسانوں کی تنظیم آل انڈیا کسان سبھا کے قومی جنرل سکریٹری اتول کمار انجان نے ڈی ڈبلیو اردو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعظم مودی نے اپنی سالگرہ کے موقع پر کسان مخالف قانون لاکر ملک کی غلامی کی ایک نئی عبارت لکھ دی ہے۔ انہوں نے ان قوانین کو زراعت کا کارپوریٹائزیشن قرار دیتے ہوئے کہا ''اس سے زرعی مصنوعات کی بلیک مارکیٹنگ میں اضافہ ہوگا، کسان اپنی پیداوار کم قیمتوں پر فروخت کرنے کے لیے مجبور ہوں گے اور سرمایہ داروں کے گودام کسانوں کے مصنوعات سے بھر جائیں گے۔''

**بڑے تاجر فائدے میں:** آل انڈیا کسان سبھا کے قومی صدر اشوک دھوالے کا کہنا تھا کہ حکومت صرف کسانوں پر ہی نہیں بلکہ صارفین اور عام لوگوں کے خلاف ایک بڑا حملہ کیا ہے۔ لازمی اشیاء قانون میں ترمیم کے بعد اب ذخیرہ اندوزی بڑھ جائے گی اور صرف بڑے کاروباریوں کو ہی فائدہ ہوگا۔ بلیک مارکیٹنگ پھیلے گی۔ منڈیوں میں مال فروخت کرنے کے حوالے سے دوسرے قانون اے پی ایم سی کو ختم کردینے کے بعد اب پورے ملک کا زرعی بازار بڑے بڑے کارپوریٹ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ کسانوں کو ان کی پیداوار کی ملنے والی کم از کم قیمت (ایم ایس پی) تو بالکل ہی نہیں ملے گی۔ جب کہ کانٹریکٹ فارمنگ سے متعلق قانون نافذ ہوجانے کے بعد، ٹھیکے پر کھیتی کرنے سے کسان غلام بن جائیں گے۔ کسانوں کو کوئی اختیار نہیں ہوگا اور کارپوریٹ اور ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی مرضی چلائیں گی۔

**کسانوں کا خدشہ:** خیال رہے کہ زراعت کے حوالے سے یہ تینوں قوانین بھارتی پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں منظور کرلیے گئے ہیں اور اب ان پر صرف بھارتی صدر کی رسمی توثیق کی خانہ پری باقی رہ گئی ہے۔ ان کے دستخط کے ساتھ ہی اسے نافذ کردیا جائے گا۔ وزیراعظم مودی نے اسے کسانوں کے لیے تاریخی قدم قرار دیا ہے۔ ان قوانین کے ناقدین کا تاہم کہنا ہے کہ ان سے صرف دلالوں اور بڑے تاجروں کو فائدہ ہوگا۔ چھوٹے اور درمیانہ درجے کے کسانوں کو اپنی پیداوار کی مناسب قیمت نہیں مل سکے گی۔ حکومت گوکہ کہہ رہی ہے کہ کسانوں کو ایم ایس پی ختم نہیں کیا جائے گا لیکن اس نے نئے قوانین میں اس کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے۔ کسانوں کو خدشہ ہے کہ چونکہ یہ قانون میں شامل نہیں ہے اور حکومت اسے اسکیم قرار دے رہی ہے اس لیے حکومت جب چاہے گی صرف ایک جملے کا حکم نامہ جاری کرکے اس سہولت کو واپس لے لے گی۔

**ناانصافی نہیں ہونے دیں گے:** کانگریس کے سابق صدر راہول گاندھی نے بھارت بند کی حمایت کرتے ہوئے اپنے ٹوئٹ میں لکھا ''خامیوں سے پر جی ایس ٹی نے ایم ایس ایم ای (مائیکرو، چھوٹے اور درمیانہ صنعتوں) کو تباہ کردیا۔ نئے زرعی قوانین کسانوں کو غلام بنادیں گے۔'' کانگریس کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی نے کسانوں کی حمایت کرتے ہوئے ٹوئٹ میں کہا ''کسانوں سے ایم ایس پی چھین لی جائیگی۔ انہیں کانٹریکٹ فارمنگ کے ذریعہ کھرب پتیوں کا غلام بننے پر مجبور کیا جائے گا، نہ قیمت ملے گی نہ عزت، کسان اپنے ہی کھیت پر مزدور بن جائے گا، بی جے پی کا زرعی بل ایسٹ انڈیا کمپنی حکومت کی یاد دلاتا ہے۔ ہم ناانصافی نہیں ہونے دیں گے۔'' (بحوالہ ڈوچے ویلے جرمنی)

# اجتماعی ریپ کی شکار خاتون کی موت اور اس کے خلاف مظاہرے

یوپی کے ضلع ہاتھرس میں اجتماعی جنسی زیادتی کی شکار ۲۰/سالہ لڑکی کی موت کے بعد دارالحکومت دہلی میں احتجاجی مظاہرے ہوئے، دوسری طرف متاثرہ خاندان کا الزام ہے کہ پولیس نے آخری رسومات کے لیے انہیں لاش تک نہیں دی۔ چند روز قبل جس ۲۰/سالہ لڑکی کے ساتھ اجتماعی جنسی زیادتی کے ساتھ ساتھ انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لاکر بالآخر دہلی کے ایک اسپتال میں چل بسی۔ لیکن پولیس نے خاندان والوں لاش دینے کے بجائے لڑکی کی آخری رسومات بڑی خاموشی کے ساتھ رات کے اندھیرے میں جبراً گھر والوں کی اجازت کے بغیر ادا کردیں۔

خیال رہے کہ بھارت میں انتہائی پسماندہ سمجھے جانے والے دلت خاندان سے تعلق رکھنے والی متاثرہ لڑکی کو نام نہاد اعلی ذات کے لوگوں نے نشانہ بنایا تھا اور جنسی زیادتی کے بعد ان کی زبان کاٹ دی تھی اور پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ ان کے جسم کے بیشتر اعضاء ٹوٹے ہوئے تھے اور انہیں انتہائی نازک حالت میں دہلی کے ایک ہسپتال میں بھرتی کرایا گیا تھا۔ ہسپتال کے باہر زبردست سکیورٹی تھی اس کے باوجود لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے متاثرہ لڑکی کو انصاف دلانے کے لیے احتجاجی مظاہرہ کیا جو دیر رات تک جاری رہا۔ مظاہرین نعرے لگا رہے تھے کہ جنسی زیادتی کرنے والوں کو پھانسی دو۔ اس ہنگامہ آرائی کے دوران ہی پولیس نے بڑی خاموشی سے رات میں لاش کو اسپتال سے باہر نکالا اور ان کے آبائی گاؤں پہنچادیا۔ تاہم آخری رسومات کی ادائیگی کے لیے لاش اہل خانہ کو دینے کے بجائے بدھ کی علی الصبح ڈھائی بجے کے قریب پولیس نے خود ہی آخری رسومات ادا کردیں۔ متاثرہ لڑکی کا بھائی اور والد احتجاجی دھرنے پر بیٹھے تھے تاہم پولیس انہیں بھی اپنے ساتھ لے گئی اور جب گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ پولیس خود ہی آخری رسومات ادا کرنے جارہی ہے تو گاؤں والوں نے اس کی مخالفت کی لیکن پولیس نے اس پر قابو پالیا۔

متاثرہ لڑکی کے اہل خانہ نے بھارتی میڈیا سے بات چیت میں کہا انہوں نے پولیس سے بڑی منت سماجت کی تاہم ان کی ایک بھی نہیں سنی گئی۔ لڑکی کے والد کا کہنا تھا، ''ہم چاہتے تھے کہ آخری رسومات ہندو روایات کے مطابق کریں لیکن ہمارے تمام تر احتجاج کے باوجود اسے جلا دیا گیا، انہوں نے لاش ہم سے زبردستی چھین لی، ہم تو اپنی بیٹی کا آخری بار چہرہ بھی نہیں دیکھ سکے۔'' پولیس پر الزام ہے کہ اس نے اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اس طرح کی کارروائی کی تاکہ اس واقعے کے خلاف مظاہرے اور تیز نہ ہوجائیں۔ پولیس حکام کا کہنا کہ متاثرہ لڑکی نے موت سے قبل جو بیان دیا تھا اس کی بنیاد پر ان کے گاؤں کے ہی چار نام نہاد اعلی ذات کے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ متاثرہ لڑکی اپنی ماں کی مدد کے لیے کھیت پر گئی تھیں اور تبھی ملزمین نے ان کے ساتھ اجتماعی جنسی زیادتی کی اور ان پر تشدد کیا۔ اس واقعے کے بعد سے پولیس کے رویے اور حکومت کی لاپرواہی پر شدید نکتہ چینی ہورہی ہے۔

کانگریس پارٹی کی رہنما پریانکا گاندھی کا کہنا ہے کہ ریاستی حکومت امن وقانون بحال کرنے میں ناکام رہی ہے اور اترپردیش میں خواتین کے ساتھ تشدد کے واقعات تقریبا ہر روز ہی پیش آتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ واقعے کے تناظر میں وزیراعلی یوگی ادتیہ ناتھ کے استعفے کا مطالبہ کیا ہے۔

ادھر ریاست کے وزیراعلی یوگی ادتیہ ناتھ نے اس کیس کی تیز رفتار تفتیش اور مقدمے کی سماعت کے لیے ایک ٹاسک فورس تشکیل دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ قدم وزیراعظم نریندر مودی کی مداخلت کے بعد اٹھایا گیا ہے جس میں انہوں نے قصورواروں کو سزا دینے کی بات کہی تھی۔ کارکن رنجنا کماری کا کہنا ہے کہ ریاست یوپی میں جب سے یوگی حکومت آئی اس وقت سے دلتوں اور خواتین کے خلاف اس طرح کے واقعات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا، "اس کے لیے خواتین آسان نشانہ ہیں، انہیں ریپ کیا جاتا ہے، انہیں برہنہ کیا جاتا ہے اور پھر کئی واقعات میں تو اس کے بعد انہیں قتل بھی کردیا جاتا ہے۔ خواتین کے ساتھ ظلم وزیادتی پہلے بھی ہوتی تھی تاہم بی جے پی کی حکومت میں ایسی چیزوں کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔''

محترمہ کماری کہتی ہیں ''حکومت ان کی روک تھام کے لیے سنجیدہ نہیں ہے اور خاص طور پر یوپی میں تو اس کی روک تھام کا کوئی میکنزم ہی نہیں ہے۔'' آخر یوپی سے ہی مسلسل ایسی خبریں کیوں آرہی ہیں؟ ریاست میں لاقانونیت کا بول بالا ہے اور دوسری بات کہ سماج میں ایسی چیزوں کو مسلسل فروغ دیا جارہا ہے۔ یوپی میں جنگل راج ہے جہاں خواتین کے تحفظ کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ پولیس تو ایسی شکایتیں نظرانداز کردیتی ہے تاہم ایسے دیگر سرکاری ادارے بھی کام نہیں کررہے جہاں خواتین کم سے کم اپنی شکایت ہی درج کراسکیں۔ **(بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)**

سید محمد عادل فریدی

## اخبارِ جہاں

### لوکاشینکو پابندیوں کی فہرست میں شامل نہیں ہے: چارلس

یوروپی کونسل کے صدر چارلس مشیل نے کہا ہے کہ صدر الیگزینڈر لوکاشینکو کو ابھی تک یوروپی یونین کے ذریعہ بیلاروس پر عائد پابندیوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اس سے قبل انہوں نے کہا تھا کہ بروسیلز میں سربراہی اجلاس کے لئے پیش ہونے والے یوروپی یونین کے رکن ممالک نے بیلاروس پر پابندی عائد کرنے پر اتفاق کیا ہے، بیلاروس کے خلاف پابندیوں کی فہرست میں تقریباً ۴۰ افراد کے نام ہیں۔ (یواین آئی)

### گوٹریس نے لبنان اور اسرائیل کے درمیان بات چیت کا خیر مقدم کیا

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوٹریس نے حد بندی کے معاملہ پر لبنان اور اسرائیل کے ساتھ اتفاق رائے کے لئے مذاکرات کا خیر مقدم کیا ہے۔ مسٹر گوٹریس کے ترجمان اسٹیفن ڈوجارک نے کہا ہے کہ یہ مذاکرات اقوام متحدہ کی جانب سے لبنان کے شہر نکورا میں واقع اقوام متحدہ عبوری فورس کے کیمپس میں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں فریق کی جانب سے کی گئی درخواست پر اقوام متحدہ اپنے نمائندوں کے ذریعہ اس عمل میں تعاون کے لئے پرعزم ہے۔ (یواین آئی)

### ہندستان اور بنگلہ دیش کی بحریہ کے درمیان دوطرفہ مشق "بنگ ساگر"

ہندستان اور بنگلہ دیش کی بحری افواج کے درمیان دوسری دوطرفہ مشق "بنگ ساگر" شمالی بنگال کے خلیج میں ہفتہ سے شروع ہوگئی ہے۔ دونوں ممالک کی بحری افواج کے درمیان یہ مشق پہلی بار گزشتہ برس ہوئی تھی اور اس کا مقصد تجربات کو شیئر کرنا اور مختلف مہمات کے دوران تال میل تیار کرنا ہے، اس پہل سے دونوں بحریہ کے مابین باہمی افہام وتفہیم میں اضافہ ہوا ہے اور غیر قانونی سرگرمیوں کو روکنے کے اقدامات پر اتفاق رائے ہوا ہے۔ (یواین آئی)

### امریکہ۔ تیونس کے درمیان دس برسوں کے لئے فوجی تعاون معاہدہ

امریکہ کے وزیر دفاع مارک ایسپر نے اپنے تیونیشیائی ہم منصب عماد ہازغی کی موجودگی میں دونوں ممالک کے درمیان اگلے دس برسوں کے لئے دوطرفہ فوجی تعاون میں اضافہ کرنے کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کو آخری شکل دے دی ہے۔ اس معاہدہ کو "روڈ میپ فار ڈیفنس کوآپریشن" کا نام دیا گیا ہے۔ (یواین آئی)

### چین کے مریخ کے لئے بھیجے گئے پہلی خلائی گاڑی نے خلا میں تصویریں لیں

چین کے مریخ کے لئے بھیجی گئی پہلی خلائی گاڑی تویانوین۔1 نے خلا میں تصویریں لی ہیں، چینی نیشنل اسپیس ایجنسی نے منگل کو ان تصاویر کو جاری کیا۔ (یواین آئی)

### مڈغاسکر میں ہندوستانی سفارت خانہ شمسی توانائی کا استعمال کرنے والا پہلا سفارت خانہ بنا

دنیا کے دوسرے سب سے بڑے جزیرے والے ملک مڈغاسکر میں انڈین سفارت خانہ شمسی توانائی کو مکمل طور سے اپنا کر نہ صرف اپنی نوعیت کا پہلا سفارت خانہ بنا ہے۔ مڈغاسکر میں ہندوستان کے سفیر و بہار سے گہرا رشتہ رکھنے والے مشہور ادیب ابھے کمار نے جمعرات کو بتایا کہ انڈین سفارت خانہ کمپلیکس میں آٹھ کلوواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت والا روف ٹاپ اورانرجی پلانٹ قائم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آب وہوا کی تبدیلی، حیاتیاتی تنوع میں کمی اور آلودگی کے خلاف شمسی توانائی کو فروغ دینے کے معاملہ میں ہندوستان اور مڈغاسکر بین الاقوامی شمسی اتحاد کے رکن ہیں۔ (یواین آئی)

### آرمینیا نے جنگ بندی کے لیے رضامندی ظاہر کردی

آرمینیا نے آذربائیجان کے ساتھ جنگ بندی کے لیے مشروط رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ، روس اور فرانس کی ثالثی میں جنگ بندی کے لیے تیار ہیں، آرمینیا کی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ جنگ بندی کے معاملے پر اقوام متحدہ، امریکہ، روس اور فرانس کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہیں۔ آرمینیا کی وزارت خارجہ نے بیان میں مزید کہا کہ یورپ میں تنازعات کو حل کرنے والی تنظیم او ایس سی ای کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے اور ہم جنگ بندی پر رضامند بھی ہو سکتے ہیں تاہم ناگورنو- کاراباخ پر کسی بھی ملک کی جارحیت کو ہمارا سخت جواب ملتا رہے گا، آرمینیا کی جانب سے جنگ بندی کا عندیہ اس وقت سامنے آیا ہے جب نارگورنو- کاراباخ میں ترکی نے آذربائیجان کی حمایت کی اور مزید ۵۴/ آرمینیائی فوجی ہلاک ہوئے، جس کے نتیجے میں ہلاکتوں کی تعداد ۱۵۸/ ہوگئی ہے، جب کہ آرمینیا کی گولہ باری سے آذربائیجان کے ۱۹/ شہری جاں بحق ہوئے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

### ولی عہد نواف الاحمد الصباح نے کویت کے نئے امیر کا حلف اُٹھالیا

کویت کے امیر کے انتقال کے بعد ۸۳/ سالہ ولی عہد نواف الاحمد الصباح ملک کے نئے امیر کا حلف اُٹھالیا ہے، کویت کے امیر شیخ صباح الاحمد الصباح کی ۹۱/ برس کی عمر میں انتقال کر جانے کے بعد ان کی جگہ ولی عہد نواف الاحمد الصباح کو ملک کا نیا امیر مقرر کر دیا گیا اور ایک سادہ مگر پُروقار تقریب میں انہوں نے اپنے عہدے کا حلف اُٹھالیا۔ معتدل مزاج شیخ نواف ۲۰۰۶ء سے بطور ولی عہد خدمات سرانجام دے رہے تھے اور اب ان کے امیر بن جانے کے بعد نئے ولی عہد کا تقرر چند دنوں میں کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ شیخ صباح الاحمد الصباح ۲۰۰۶ء سے کویت کے امیر تھے اور وہ شروع سے ہی امریکہ کے اتحادی رہے ہیں اور کویتی امیر شیخ صباح الاحمد نے اپنی صحتیابی تک تمام تر ذمہ داریاں اپنے ولی عہد کو سونپی تھیں۔ خلیجی عرب ملک میں کویت کی خارجہ پالیسی کو نسبتاً معتدل سمجھا جاتا ہے اور وہ قطر وسعودی عرب کے درمیان کشیدگی کم کرنے میں کردار ادا کرتا رہا ہے۔ نیوز ایکسپریس)

## بزنس روزگار و کیریئر

### بھارت میں انسانی حقوق کی تنظیموں کے خلاف کریک ڈاؤن

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے مبینہ حکومتی جبر کے تحت بھارت میں اپنا آپریشن بند کر دیا ہے، سرگرم کارکنوں کا خیال ہے کہ اس طرح بھارتی حکومت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی آزادانہ تفتیش کو روکنے کی کوشش کر رہی ہے، انسانی حقوق پر نگاہ رکھنے والی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ۲۹/ ستمبر کو بھارت میں اپنے آپریشن کو مجبوراً روک دیا، تنظیم کے مطابق اسے حکومت کی جانب سے کریک ڈاؤن اور ڈرانے دھمکانے کا سامنا تھا، دفتر کی بندش پر ہندوستانی انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں نے شدید رنج اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے مجموعی صورت حال کو افسوسناک قرار دیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ہندوستانی دفتر کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر اوینیش کمار کا اپنے بیان میں کہنا تھا کہ انہیں سنگین صورت حال کا سامنا تھا، ان کے بقول ہندوستانی ادارے انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ کے حکم پر ان کی تنظیم کے بینک اکاؤنٹس کو منجمند کر دیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی اس بین الاقوامی تنظیم کو اپنے دفتر کے ایک سو پچاس افراد کو جبراً فارغ کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کی حمایت میں جاری مہم اور ریسرچ ورک کو بھی معطل کرنے کا کہا گیا تھا۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے مختلف شہروں کے سرگرم کارکنوں کا کہنا ہے کہ ہندوستانی حکومت انہیں انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیوں کی تفتیش اور معلومات جمع کرنے سے دور دھکیلنے میں مصروف ہے۔ اس تناظر میں اوینیش کمار نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ایک ایسی تنظیم ہے جس کا مقصد ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کرنا ہے اور ان کو جن حالات کا سامنا تھا، ان سے محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستانی حکومت کو اس تنظیم کا آواز بلند کرنا پسند نہیں تھا۔

**بھارتی وزارت داخلہ کا موقف:** نئی دہلی سے وزارتِ داخلہ کا کہنا ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے اکاؤنٹ میں رقوم کی ترسیل غیر ملکی سرمایہ کاری کے قانون (FDI) کے تحت بھیجی جارہی تھی اور ایک غیر حکومتی اور غیر منافع بخش تنظیم کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ وزارت داخلہ نے یہ بھی کہا کہ ایمنسٹی کا یہ دعویٰ کہ انسانی حقوق کے گروپوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، صداقت پر مبنی نہیں ہے، ایمنسٹی کو کئی دوسری تنظیموں کی طرح انسانی امداد کا کام جاری رکھنے کی اجازت ہے لیکن ملکی قانون کے تحت اسے انتظامی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔

**ڈرانے دھمکانے کی پالیسی:** دوسری جانب ہندوستان میں انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں اور دیگر انسانی حقوق کی تنظیموں کا کہنا ہے کہ ایمنسٹی کو شدت سے اُس ہندوستانی حکومتی عمل کا سامنا تھا، جس کا مقصد جابرانہ قوانین کے تحت اس کے انسانی حقوق سے متعلق آپریشن کو متاثر کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے ہندوستان میں قائم ہندو قوم پرست حکومت نے غیر ممالک سے سرمائے کی ترسیل کے ضابطوں (FCRA) میں اپنی مرضی کی ترمیم بھی کی ہے۔ ہیومن رائٹس گروپوں کا کہنا ہے کہ ان ترامیم کے دوررس اثرات مرتب ہوں گے اور یہ انسانی حقوق کی تنظیموں کو دبانے میں حکومت کو مدد دیں گے، یہ بھی کہا گیا کہ اس ترمیم کا ایک اور مقصد سول سوسائٹی کے متحرک کارکنوں کی غیر ملکی امداد تک رسائی کو محدود کرنا بھی ہے۔

**مودی حکومت کے اقدامات کی مذمت:** ۳۰/ ستمبر کو پندرہ مختلف انسانی حقوق کی تنظیموں نے ہندوستانی حکومت کے اقدامات کی سخت مذمت کی ہے، ان تنظیموں کی جانب سے جاری ہونے والے مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ مودی حکومت غیر حکومتی تنظیموں کو کنٹرول میں لا کر سماجی معاملات کو بھی اپنی زیرِ اثر لانے کی متمنی ہے۔ موجودہ ہندوستانی حکومت کو اس تناظر میں دیگر ملکی سیاسی جماعتوں کے دباؤ کا بھی سامنا ہے۔ گزشتہ برس بھی ایمنسٹی جیسی کئی انسانی حقوق کی تنظیموں مثلاً سب رنگ بھارت، لائرز کولیکٹیو، پیپلز واچ اور نوسارجن ٹرسٹ وغیرہ کو خاص طور پر غیر ملکی فنڈنگ کے قانون کے تحت نشانہ بنایا گیا تھا۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

### بھارت میں خواتین کے خلاف جرائم کی بدترین صورت حال؛ روزانہ ۸۸/ ریپ

بھارت میں 2019 میں جنسی زیادتی کے 32033 کیسز درج کیے گئے یعنی یومیہ اوسطاً 88 کیسز۔ راجستھان میں سب سے زیادہ 5997 کیسز، اتر پردیش میں 3065 اور مدھیہ پردیش میں 2485 کیسز درج ہوئے۔ تاہم بیشتر واقعات میں پولیس پر کیس درج نہیں کرنے کے الزامات لگائے جاتے رہے ہیں۔

**دلتوں کا اوسط گیارہ فیصد:** بھارت کے حکومتی ادارے نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو (NCRB) کی رپورٹ کے مطابق 2019 میں جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی خواتین میں گیارہ فیصد انتہائی پسماندہ طبقات یعنی دلت طبقے سے تعلق رکھنے والی تھیں۔

**اپنے ہی دشمن:** خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم کے 30.9 فیصد معاملات میں ملزم قریبی رشتے دار تھے۔ سماجی بدنامی کے خوف سے ایسے بیشتر واقعات رپورٹ ہی نہیں کیے جاتے ہیں۔

**کینڈل لائٹ مظاہرے:** جنسی زیادتی کا کوئی واقعہ اگر میڈیا کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اس واقعہ اور حکومت کے خلاف مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن پھر اگلے واقعہ تک سب کچھ "شانت" ہوجاتا ہے۔

**نربھیا کیس:** دسمبر 2012 کے دہلی اجتماعی جنسی زیادتی کیس کے بعد پورے بھارت میں مظاہرے ہوئے۔ نربھیا کیس کے نام سے مشہور اس واقعہ کے بعد حکومت نے خواتین کی حفاظت کے لیے سخت قوانین بھی بنائے تاہم مجرموں پر اس کا کوئی اثر دکھائی نہیں دے رہا ہے۔

**بیٹی بچاو:** وزیر اعظم نریندر مودی نے 2015 "بیٹی بچاو، بیٹی پڑھاو" اسکیم شروع کی جس کا مقصد صنفی تناسب کو بہتر بنانا تھا۔ تاہم جنسی زیادتی کے بڑھتے واقعات کے بعد ان کے مخالفین طنزیہ طور پر کہتے ہیں کہ "مودی جی نے تو پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا کہ "بیٹی بچاؤ"، اب یہ ہر والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی بیٹی کو خود بچائے۔"

**قانونی جوڑ توڑ:** جنسی زیادتی کے ملزمین کو سزائیں دینے کی شرح میں 2007 کے بعد سے زبردست گراوٹ آئی ہے۔ 2006 میں سزاوں کی شرح 27 فیصد تھی لیکن 2016 میں یہ گھٹ کر 18.9 فیصد رہ گئی۔ ملزمین قانونی پیچیدگیوں کا سہارا لے کر آسانی سے بچ نکلتے ہیں۔ جنسی زیادتی کے ملزم سیاسی رہنماوں کو شاذ ونادر ہی سزائیں مل پاتی ہیں۔ بھارتی پارلیمان کے ایوان زیریں، لوک سبھا کے تقریباً 30 فیصد موجودہ اراکین کے خلاف خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی اور اغوا جیسے سنگین الزامات ہیں۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

طب و سائنس

# خشک میوہ جات کے فائدے

سردیوں کا خیر مقدم جہاں چائے ، کافی ، گرم کپڑوں سے کیا جائے وہاں یہ ڈرائی فروٹ نہ ہو تو بات نہیں بنتی کیوں کہ گرم گرم کمبلوں میں گھُس کر خشک میوے کھانے کا اپنا ہی مزہ ہوتا ہے ۔ لیکن ہم نے کبھی سوچا کہ یہ خشک میوے جو ہم کھا رہے ہیں یہ ہمارے لیے کس قدر مفید ہیں اور اپنے اندر کتنی غذائیت اور وٹامنز چھپائے ہوئے اور ان میں کیا خاص بات ہے۔

## چلغوزہ:

سرد موسم میں چلغوزے کی اہمیت میوہ جات میں پستے اور بادام کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ اس کی تاثیر گرم ہوتی ہے اور طبی نقطۂ نظر سے اس کے فوائد بے حد قوت بخش ہیں۔ یہ انسان کے اندرونی نظامِ کو محفوظ رکھنے کا سبب ہے۔ لذت کے حساب سے یہ ایسا میوہ ہے جس سے انسان کا پیٹ تو نہیں بھرتا، بے پناہ لذت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ انتہائی قوت بخش ہوتا ہے۔

## چھوہارہ:

یہ خشک تاثیر رکھتا ہے۔ کھانوں میں اس کا استعمال لذت و توانائی کا باعث بنتا ہے ۔ چھوہارے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے صحت اور بیماری دونوں حالتوں میں فوائد رکھے ہیں ۔ سَر سے لے کر پاؤں تک مختلف نوعیت کے امراض ایسے ہیں جن میں چھوہاروں کو نہ صرف ایک خاص درجہ حاصل ہے بلکہ قوت بخش نسخہ جات میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں۔ یہ پیٹھ، کمر، گردوں کو قوت دیتا ہے، موٹا کرتا ہے رنگت نکھارتا ہے، فالج میں فائدہ دیتا ہے، خون پیدا کرتا ہے، سینے اور پھیپھڑوں کو طاقت دیتا ہے اور پتھری کو توڑتا ہے۔

## اخروٹ:

اخروٹ گرم اور خشک ہوتا ہے۔ بے پناہ طاقت بخش غذا ہے ۔ یہ کوئی ایسی غذا نہیں ہے جس کو بیک وقت کھایا جا سکے ، تاہم اس کی قلیل مقدار کے باوجود اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ، پستہ بادام اور اخروٹ کو ملا کر کھانا ایک لذیذ ترین اور صحت بخش غذا ہے ۔ دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ سردی کی کھانسی میں بے حد فائدہ دیتا ہے۔ چربی میں اضافہ کرتا ہے۔

## پستہ:

اس کی تاثیر گرم ہے لیکن اپنی تاثیر، قوت بخشی ، لذت اور غذائی نوعیت میں یہ سب سے بڑھ کر ہے ۔ یہ پیٹ کی بے چینی کو دُور کرتا ہے دل کی دھڑکن کنٹرول کرتا ہے ۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے ، قے اور متلی سے طبیعت کو ٹھیک کرتا ہے۔ ذہن کو قوی کرتا ہے جگر کے لیے بہترین ہے۔

## کشمش:

خشک انگور کو کشمش کہتے ہیں۔ سبز اور سفید دو قسم کی ہوتی ہے۔ سبز عمدہ ہے اس کے اجزا میں گلوکوز اور وٹامن بی اور سی شامل ہیں۔ اس کا مزاج گرم تر ہے۔ مغزیات کے ہمراہ سردیوں میں ایک چھٹانک روزانہ استعمال کرنا بے حد مفید رہتا ہے۔ کشمش جسم کو فربہ کرتی ہے۔ طبیعت میں فرحت لاتی ہے۔ دل کے امراض میں مفید ہے ایسے میں عرق گلاب میں بھگو کر کھانا بے حد مفید ہے۔

## خشخاش:

خشخاش کو پانی میں پیس کر پیشانی پر لگانے سے گرمی سے ہونے والا درد سر ختم ہو جاتا ہے۔ بے خوابی اور پاگل پن میں پوست خشخاش تین ماشے ، مغز بادام شیریں پانچ دانے ، مغز کدو تین ماشے کو پانی میں پیس کر چھان کر پکانا فائدہ مند ہے۔ نزلہ ، کھانسی اور زکام میں پوست خشخاش تین ماشے اور تھوڑا نمک پانی میں جوش دے کر چھان کر پلانا مفید ہے۔

## مونگ پھلی:

اس کا شمار گرم اور خشک میوہ میں ہوتا ہے طبی نقطۂ نظر سے بچوں کو اس کا بے جا استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ کیوں کہ اس میں فوائد اور نقصانات برابر ہوتے ہیں۔ اس کا تیل بے حد فائدہ مند ہے اور اس کو گھی کی جگہ پر استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اس میں غذائیت بھری ہوتی ہے لیکن یہ صرف کھانے میں ہی استعمال کرنا چاہیے ۔ بغیر کسی چیز کی ملاوٹ کے اس کا زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جسم کی افزائش کرتی ہے۔

## تِل:

تل اپنے ذائقے اور روغن کی وجہ سے ایک خوش ذائقہ چیز ہے اور اس کی آمیزش سے چیزوں میں ذائقہ آتا ہے۔ تِل میں بے حد فوائد ہیں بدن کو طاقت دیتا ہے ، بواسیر میں مفید ہے ۔ گلے کی خارش کو ختم کرتا ہے، جسمانی طاقت میں اضافہ کرتا ہے، تل کو بھون کر استعمال کرنا بہتر رہتا ہے مگر ایک مناسب حد میں۔

## بادام:

بادام کی تاثیر گرم ہوتی ہے۔ لیکن چھلکا اُتارنے کے بعد معتدل ہو جاتی ہے ۔ یہ کثیر الفوائد اور وسیع خصوصیات کا حامل ہے اس کو سیکڑوں طریقوں سے استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور اس کو باقی میوہ جات سے بھی ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ میٹھی چیزیں ہو یا نمکین ہر طرح کے کھانوں میں بادام کا استعمال خصوصی اہمیت رکھتا ہے ۔ اس کے علاوہ یہ دماغ کی کمزوری رفع کرتا ہے ، جسمانی کمزوری میں ایک ٹانک کی حیثیت رکھتا ہے ، قوتِ حافظہ کو بڑھاتا ہے بینائی تیز کرتا ہے ، جِلد کی رنگت نکھارتا ہے جسم کو فربہی مائل کرتا ہے ، مسوڑھوں اور معدہ کے لیے بہترین جراثیم کش ہے چُستی اور بشاشت پیدا کرتا ہے ، بالوں کو لمبا کرتا ہے ، کھانسی روکتا ہے ، اعصابی تناؤ میں اہم ہے نیز بادام ایک ایسا میوہ جات ہے جس کا استعمال بہت سے طریقوں سے بے حد فائدہ مند اور شفا بخش ہے۔

---

**ہفتۂ رفتہ**

**راشد العزیزی ندوی**

## مولانا محمد حنیف صاحب رحمانی ایک بزرگ عالم دین تھے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ

خانقاہ رحمانی مونگیر کے قدیم مخلص حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمانی اب اس دنیا میں نہیں رہے مغرب کی نماز کے درمیان سجدہ کی حالت میں اللہ کے دربار میں حاضر ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون انکے انتقال پر حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے رنج و غم کا اظہار فرمایا اور کہا کہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمانی ایک بزرگ عالم دین تھے، نوجوانی میں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی سے بیعت ہوئے اور ایک زمانہ تک ان سے فیض یاب ہونے کا اللہ تعالی نے انہیں موقع دیا، بڑے ذاکر شاغل تھے، تلاوت قرآن اور تہجد کے پابند تھے اپنے علاقے جموئی میں اصلاح اور تعلیمی خدمات کی وجہ سے بڑے مقبول تھے، خانقاہ رحمانی مونگیر پابندی کے ساتھ تشریف لاتے اور سالانہ فاتحہ کے موقع پر ایک جماعت انکے ساتھ ہوتی ۔ جامعہ رحمانی مونگیر سے گھر کی وابستگی تھی انہوں نے اپنے تمام بچوں کو تعلیم کیلئے یہاں بھیجا اور یہاں کے پیغامات کو عام کرنے میں تن من سے لگے رہتے تھے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کے وصال کے بعد مجھسے بیعت ہوئے اور تاحیات خانقاہ رحمانی مونگیر سے وابستہ رہے اللہ تعالی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے آمین

## میٹرک اور انٹر کے رجسٹریشن کی تاریخ میں 15 اکتوبر تک توسیع

سالانہ میٹرک اور انٹر امتحان 2022 میں شامل ہونے والے طلبہ جو ریاست کے تعلیمی اداروں میں کلاس 9 اور 11 میں پڑھ رہے ہیں کا رجسٹریشن کرانے کیلئے 10 سے 28 ستمبر تک تاریخ مقرر کی گئی تھی ۔ اس سلسلے میں بورڈ کے چیئرمین آنند کشور نے طلبہ کے مفاد کو دھیان میں رکھتے ہوئے رجسٹریشن کرنے اور فیس جمع کرنے کیلئے 15.10.2020 تک توسیع کر دی ہے ۔ اس لئے تعلیمی اداروں کے ہیڈ سالانہ میٹرک اور انٹر امتحان 2022 کیلئے اب تک رجسٹریشن سے محروم طلبہ کا 15 اکتوبر تک آن لائن فارم اور فیس جمع کرنے کو یقینی بنائیں ۔ ساتھ ہی 28 ستمبر تک جن طلبہ کا آن لائن رجسٹریشن کیا جا چکا ہے لیکن کسی وجہ سے فیس جمع نہیں ہوا ہے تو 15.10.2020 تک جمع کیا جا سکتا ہے ۔ http://seniorsecondary.biharboardonline.com/ پر لاگ ان کر کے انٹر کا رجسٹریشن کرایا جا سکتا ہے اور میٹرک کا پورٹل www.biharboardonline.com ہے، واضح ہو کہ ریاست میں کووڈ-19 سے بچنے کیلئے حکومت کے ذریعہ تفصیلی گائیڈ لائن جاری کئے گئے ہیں۔

## کورٹ کے فیصلہ کو ہائی کورٹ میں چیلنج کریں گے: ظفریاب جیلانی

ایودھیا کے رام مندر جنم بھومی ۔ بابری مسجد تنازع میں مسلم فریق کی جانب سے مقدمہ کی پیروی کرنے والے ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ نے کہا ہے کہ وہ بابری مسجد انہدام کیس میں سی بی آئی عدالت کے فیصلہ کو ہائی کورٹ میں چیلنج کریں گے ۔ سی بی آئی عدالت نے بابری مسجد انہدام کیس میں سبھی ملزمین کو بری کر دیا۔ ظفریاب جیلانی نے کہا کہ مسلم فریق کی جانب سے ہم لوگوں نے عدالت میں عرضی داخل کی تھی ۔ ایودھیا کے کچھ گواہوں کی طرف سے عدالت میں عرضی داخل کروائی تھی ، یہ ایسے لوگ تھے ، جن کے مکان اس وقت جلائے گئے تھے ، حالانکہ وہ عرضی خارج کر دی گئی تھی ، ہم اپنے آپ کو اس کیس میں وکٹم محسوس کرتے ہیں ، مسلمان اس کیس کے وکٹم ہیں ، اس لئے ہم اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ جائیں گے ، ہائی کورٹ میں کون عرضی داخل کرے گا؟ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ سبھی پہلو بعد میں طے کئے جائیں گے ، مقدمہ میں سبھی ملزمین کیسے بری ہو گئے ؟ اس سوال کے جواب میں ظفریاب جیلانی نے کچھ نہیں کہا ۔ بتا دیں کہ چھ دسمبر 1992 کو ایودھیا میں بابری مسجد منہدم کر دی گئی تھی ، انہدام کے الزام میں بی جے پی اور وی ایچ پی کے کئی لیڈروں پر مقدمہ چلا ، اس مقدمہ کی سماعت لکھنو کی سی بی آئی عدالت میں چل رہی تھی ، اسی کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے عدالت نے سبھی ملزمین کو بری کر دیا ، سی بی آئی عدالت کے جج ایس کے یادو نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ بابری مسجد ڈھانچہ منہدم کرنے کا واقعہ پہلے سے منصوبہ بند نہیں تھا ، فیصلہ سناتے ہوئے جج ایس کے یادو نے کہا کہ وی ایچ پی لیڈر اشوک سنگھل کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ متنازع ڈھانچہ گرانے کا واقعہ پہلے سے منصوبہ بند نہیں تھا ، یہ واقعہ اچانک پیش آیا تھا۔

## حکومت نے لیبر اصلاحات پر اعتراضات کو مسترد کیا

حالیہ پارلیمنٹ میں منظور کئے گئے لیبر اصلاحات سے متعلق بلوں پر خدشات اور اعتراضات کو مسترد کرتے ہوئے حکومت نے کہا کہ ان سے مزدور کو فائدہ پہنچے گا اور غیر منظّم سیکٹر کے 40 کروڑ سے زائد مزدور لیبر قوانین کے دائرے میں آئیں گے ۔ مرکزی وزارت برائے لیبر اور روزگار نے کہا کہ ان تاریخی لیبر اصلاحات سے متعلق ضابطہ اخلاق کا مقصد مزدو کے فلاح و بہبود کے دائرے کو توسیع دینا ہے ۔ وزارت نے کہا کہ لیبر کوڈ کے حوالے سے غلط افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔

## بہار اسمبلی انتخابات ایس ڈی پی آئی ، جن ادھیکار پارٹی ، آزاد سماج پارٹی اور بہوجن مکتی پارٹی پر مشتمل پروگریسو ڈیموکریٹک الائنس کا اعلان

بہار اسمبلی انتخابات 2020 کیلئے سوشیل ڈیموکریٹک پارٹی آف انڈیا (ایس ڈی پی آئی) ، جن ادھیکار پارٹی (جے اے پی) ، آزاد سماج پارٹی (اے ایس پی) اور بہوجن مکتی پارٹی (بی ایم پی) پر مشتمل پروگریسو ڈیموکریٹک الائنس (پی ڈی اے) کا اعلان پٹنہ کے ہوٹل چانکیہ دربار میں منعقد ایک پریس کانفرنس میں کیا گیا ، علاوہ ازیں پی ڈی اے الائنس کے مقاصد کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا کہ پی ڈی اے ملک میں ہر ایک کو آزادی ، حقوق اور سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے پر عزم ہے ، بہار میں سماجی جمہوریت اور معاشرتی انصاف کو مضبوط بنانے کیلئے مثبت ایجنڈے پر عمل درآمد کیلئے پی ڈی اے الائنس پابند عہد ہے۔

# سلاطین دہلی کے علمی رجحانات

مہتاب جہاں

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے بہت پہلے درس وتدریس اور تعلیمی نظام کا ایک بے حد منظّم طریقہ رائج تھا، دلی میں بھی اس کی تہذیبی تاریخ کی شروعات آریوں کی آمد سے ہوتی ہے اور ہزاروں سال پرانا آریوں کا زمانہ ویدک دور کہلاتا ہے اس دور میں سنسکرت زبان عروج پر تھی، اس وقت تعلیم ویدوں کے مطالعے تک محدود تھی اور بچے بچپن سے لے کر جوانی تک ویدہی پڑھا کرتے تھے، یہ مطالعہ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے مکمل تصور کیا جاتا تھا۔

تیسری صدی عیسوی میں پراچین ہندوستان میں تکشیلا علوم وفنون کا ایک بڑا مرکز تھا، بکرماجیت کے زمانے میں سنسکرت کا بہت عروج تھا، بدھ مت کے پیروکاروں نے تعلیم پھیلانے میں بڑا عظیم کام کیا اور نالندہ کی خانقاہ میں ایک بڑا تعلیمی مرکز قائم تھا، جو مشرق میں سب سے بڑی یونیورسٹی سمجھی جاتی تھی، دہلی میں چوہان راجاؤں کے زمانے میں بھی تعلیم کا بڑا چلن تھا، بڑے بڑے مٹھوں میں پاٹھ شالائیں قائم ہوئیں جن میں مذہبی تعلیم دی جاتی تھی، پرتھوی راج چوہان کے مرنے کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی، اس زمانے میں مکاتب اور مدراس قائم ہوئے، اس وقت اہم تعلیمی مراکز پنجاب، لاہور، ملتان، سندھ وغیرہ تھے، جو بڑی اہمیت کے حامل تھے۔

اسلامی ہندوستان کے شروعاتی دور میں کئی قسم کے تعلیمی ادارے یا درسگاہیں موجود تھیں، جیسے حکومت کی قائم کردہ خانقاہوں سے وابستہ، مسجدوں سے ملحق، مزارات سے جڑی ہوئی اور حکومت کی قائم کی ہوئی علاحدہ درسگاہوں میں مدرسہ معزی اور مدرسہ ناصریہ، ناصرالدین محمود کی یاد میں سلطان التمش نے بنوایا تھا اور منہاج السراج اس مدرسہ کے رضیہ سلطان کے عہد میں پرنسپل تھے، اسی طرح مدرسہ معزی قطب الدین ایبک نے اپنے آقا سلطان معزالدین محمد بن سام کے نام پر قائم کیا، اس نے دہلی میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے قصر سفید تعمیر کرایا اور جامع اور مدرسہ معزی بھی تعمیر کرائے اور یہ عمارتیں ۱۲۰۶ء تک مکمل ہوچکی تھیں اور اس مدرسہ کے بارے میں منہاج السراج تحریر کرتے ہیں کہ مدرسہ معزی کا صدر دروازہ جامع مسجد یا کسی محل کے دروازہ کی طرح بلند وکشادہ تھا، یہ ایک بلند اور وسیع عمارت تھی۔

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جب بغداد میں تاتاری حملے ہوئے تو اس علاقے کے باقی ماندہ علماء بھی وہاں سے چلے گئے، بلبن نے ان عالموں کا خیر مقدم کیا اس طرح ہندوستان کی علمی دنیا رونق دوبالا ہوگئی اور دہلی بغداد اور قرطبہ کی ہمسری کا دعویٰ کرنے لگی۔

اس کے علاوہ بلبن کے عہد میں تعلیم کی مقبولیت صرف اعلیٰ ذات کے لوگوں میں ہی نہیں بلکہ نچلے طبقے کے لوگوں میں بھی نظر آتی ہے۔ اس زمانے میں آج کی طرح تعلیم سرکاری ملازمت کے حصول کے لئے راستہ ہموار ومہیا کرتی تھی، لہٰذا دہلی شہر کے لوگ بھی اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے میں دلچسپی لیتے تھے، یہ اطلاع بھی ہمیں تاریخ فیروز شاہی بلبن کے عہد کے اہم تاریخی مآخذ سے معلوم ہوتی ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ کمال مہیا را یک نومسلم نچلی ذات کے غلام کا بیٹا تھا اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، اس کا بیٹا اعلی تعلیم کی بنا پر سلطان بلبن کے پوتے اور جانشین سلطان معزالدین کے ممتاز امرا میں شامل تھا۔ بلبن کے عہد میں دہلی میں دانشورانہ کلچر کو جلا ملی اور دہلی علم وتہذیب کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ یہاں ہندوستان کے دوسرے شہروں اور قصبوں سے ہی نہیں بلکہ دوسرے بیرونی ملکوں سے بھی لوگ علم سے فیضیاب ہونے کے لئے دہلی آیا کرتے تھے، یہ اہم معلومات حسن سنجری کی فوائد الفواد سے دستیاب ہوتی ہے، ایک اور اہم بات بلبن کے عہد کے بارے میں معلوم ہوتی ہے کہ اس کے عہد میں سلطنت کے قیام سے سلطاب بلبن کے عہد تک علم العقول کی تعلیم ممنوع تھی اور اس کے فضلا اپنے علم کی اشاعت نہیں کرسکتے تھے مگر علم معقول کے حامیوں کو جلال الدین اور علاء الدین خلجی کے زمانے میں یہ آزادی فکر نصیب ہوئی اور اس علم کو بہت مقبولیت ملی۔ اقلیت پسند دانشور سلطان کے دربار سے وابستہ ہوگئے، مدرسوں میں طالب علم، علم معقول، منطق، فلسفہ کے مطالعہ میں دلچسپی لینے لگے اور کائنات وقدرت اور انسان کے رشتوں سے متعلق افکار اور تصورات کی گونج سنائی دینے لگی۔ کئی دیگر علوم اور علمی میدانوں میں دہلی اور ہندوستان کے دانشور اس زمانے کے یوروپ کے اسکالرز پر بھی سبقت لے چکے تھے اور خاص طور سے علم ہیئت اور علم طبعیات میں بہت آگے تھے، دہلی اپنے انہیں علماء وفضلاء اور دانشوروں کی وجہ سے پرانے اسلامی مراکز بخارا، سمرقند، بغداد، خوارزم، دمشق، تبریز اور اصفہان کا نعم البدل ہوگئے، کیوں کہ یہ تمام علمی مراکز تاتاریوں کے خون خرابے کی وجہ سے تباہ ہوچکے تھے بلبن اور خلجی حکمرانوں کے بعد تغلقوں نے بھی علمی سرگرمیوں اور اس کی فلاح وبہبودی میں خوب حصہ لیا اور ملک کے ہر حصے میں مدرسے کھل گئے ایک اندازے کے مطابق صرف دہلی ہی میں تقریبا ایک ہزار مدرسے تھے جن میں صرف ایک شافعی مسلک کا باقی سب حنفی مسلک کے تھے۔

عہد وسطی کی دلی کا سب سے عظیم الشان واعلی قدر مدرسہ، مدرسہ فیروز شاہی یا فروزیہ تھا۔ حوض خاص کے جنوبی کنارے پر جہاں تغلق شاہ نے وہ تاریخی جنگ لڑی تھی، جس کے بعد اس کے خاندان کا اقتدار قائم ہوا، فیروز شاہ نے ۱۳۵۲ء میں اس مدرسہ کی بنیاد ڈالی، یہاں کی علمی فضا اور صاف آب وہوا لوگوں کو بہت پسند آئی اور ایسی اچھی لگی کہ انہوں نے اس مدرسہ کے گردونواح میں اپنے مکانات تعمیر کرنے شروع کردئے اس وجہ سے ایک طرح کا مدرسہ ٹاؤن وجود میں آگیا، اس مدرسہ کی عمارت دومنزلہ تھی دوسری منزل پر محرابی دالان تھے اور کھڑکیوں کے چھجے باہر نکلے ہوئے تھے، پوری عمارت ہندوستون اور مسلم محراب کی انتہائی دلکش آمیزش کا نمونہ تھی، مدرسے کے چاروں طرف باغ تھا جس میں خوبصورت روشیں اور سبزہ گل کی ہرطرف فراوانی تھی، کٹرہ کا ایک شاعر 'مطہر اس زمانے میں دلی گھومنے آیا تھا، دہلی کی شان وشوکت دیکھ کر ایک طویل نظم 'صفت حضرت دہلی' کے عنوان سے تحریر کی جس میں اس نے بڑے موثر اور دلکش انداز میں اس عمارت کی بناوٹ اور تعمیری خوبصورتی کا ذکر کیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کی دیواریں اتنی چمکدار اور روشن تھیں کہ چہرہ صاف دکھائی دیتا تھا، جب عمارت کا عکس حوض خاص کے پانی میں پڑتا تھا تو مدرسہ کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں وہاں کے انتظام کے بارے میں آگے اطلاع دیتا ہے کہ یہاں استادوں اور شاگردوں کے الگ الگ کمرے ہیں، مہمانوں کے لئے مہمان خانے ہیں، کمروں میں شیراز، یمن اور دمشق کے قالین بچھے ہوئے ہیں سب استاد شاہی جبہ اور مصری دستار میں ملبوس ہیں۔

مدرسہ میں قیام وطعام کا انتظام حکومت کی طرف سے ہے، جس میں مرغ وماہی کے علاوہ ہر قسم کے جانور، پھل، حلوے شامل ہیں، اس مدرسہ میں اقامتی زندگی پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ اساتذہ اور شاگردوں میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یہ مدرسہ مشرق کی اعلیٰ ترین درسگاہوں میں شمار ہوتا تھا، دور دور سے لوگ اس کو دیکھنے آتے تھے۔

تیمور کے ۱۳۹۹ء کے حملے نے شمالی ہندوستان کی خاص طور سے دہلی کی مجلسوں کو درہم برہم کردیا، علماء، مشائخ دہلی کو چھوڑ کر مختلف صوبوں میں چلے گئے سکندر لودھی اور بہلول لودھی نے دوبارہ دہلی شہر کو بسایا اور اس کے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کیا، شہر میں شاندار عمارتیں تعمیر کرائیں اور پھر سے دہلی میں بیرونی ممالک سے تجار کی آمد رفت شروع ہوئی اور کئی دانش گاہیں قائم ہوئیں اور کئی ذی قدر علماء نے دہلی کی طرف رجوع کیا ان میں شیخ عبداللہ، شیخ عبدالعزیز، مولانا رفیع الدین صفوی شیرازی اور مولانا جمال نے لودھیوں کے زمانہ میں بیشتر ممالک کی سیاحت کی، اس کے بعد ہندوستان واپس آئے اور مشائخ ہند کے حالات پر سیر العارفین کی تصنیف کی، اس کے علاوہ شیخ عبدالوہاب بخاری ملتان کے مشہور عالم سکندر لودھی کے زمانے میں دہلی آئے۔ سلطان کو ان سے بڑی عقیدت تھی انہوں نے ایک تفسیر لکھی تھی، لودھیوں کے زمانے میں چونکہ سرکاری زبان فارسی تھی، سکندر لودھی نے ہندوؤں کو بھی فارسی سیکھنے کی ترغیب دی مگر شروع میں صرف کائستھوں کے سوا اور کسی نے بادشاہ کی بات نہ مانی مگر آہستہ آہستہ ہندوؤں نے بھی فارسی سیکھنی شروع کردی اور مسلمانوں نے ہندی شاعری اور ادب میں بڑا نام کمایا۔

دہلی میں موٹھ کی مسجد لودھیوں کے عہد کی اپنی طرز کی ایک عمدہ عمارت ہے اس مسجد کے بارے میں کئی قیاس آرائیاں ہیں کہ کسی شخص نے موٹھ کے دانے کو پاکر اسے بار بار بوتے ہوئے اتنا پیسہ اکٹھا کرلیا کہ اس سے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اس لئے اس مسجد کا نام موٹھ کی مسجد پڑا مگر بقول پروفیسر اقتدار حسین صدیقی ”یہ صرف مقامی روایات ہیں اصل تعمیر کرنے والا سکندر لودھی کا وزیر مسند عالی میاں بھول تھا، اور اس سے ملحق ایک مدرسہ بھی بنوایا تھا، مصارف پورا کرنے کے سلسلے میں وقف بھی قائم کیا گیا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی صابر چشتی کو مسجد اور مدرسہ کو چلانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی یہ اطلاع مکتوبات قدوسی سے فراہم ہوتی ہے۔

سلاطین دہلی کے بعد مغلوں نے بھی علم کی فلاح وبہبودی میں بے شمار نمایاں کام انجام دیئے اور ان کے زمانے میں ہندوستان بھر میں علمی دانشگاہوں کا ایک جال سا بچھ گیا، بادشاہ، وزیر، امرا، نوابین ہر ایک نے اس علمی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دلی کی ہر گلی میں ایک مدرسہ قائم ہوگیا، آج وہ مدرسے رہے اور نہ ان کے مدرس، مگر وہ دلی کی گلیاں آج بھی ان مدرسوں کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔

## اعلان مفقود الخبری

**معاملہ نمبر ۲۳/۴۴۷۸/۱۴۴۱ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

**فرزانہ خاتون بنت محمد تسلیم مقام کاس نگر، وارڈ نمبر ۱، ڈاکخانہ پر یا تھانہ سونبر ساراج ضلع سہرسہ۔ فریق اول**

**بنام**

**محمد نثار ولد محمد چھوٹن مقام چھوٹی ترونا، پنچایت چوڑھلی، وارڈ نمبر ۱۳، ڈاکخانہ دیگھون، تھانہ بلدور، ضلع کھگڑیا۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول فرزانہ خاتون بنت محمد تسلیم نے آپ فریق دوم محمد نثار ولد محمد چھوٹن کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت یکم ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۲۰۲۰ء روز پیر بوقت ۹ ربجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

# مستقبل کی فکر میں اپنے حال کو بدحال نہ بنائیں!

محمد عباس مصباحی

امریکی ریاست شکاگو میں مشی گن جھیل کے کنارے ایستادہ ایک خوبصورت ہوٹل ہے، جس کا نام The Edgewater Beach Hotel ہے، اسے حقیقت پر مبنی ایک عبرتناک کہانی کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ 21 مئی 1923ء کی ایک شام یہاں دنیا کے چند کامیاب ترین انسان جمع ہوئے اور ہر ایک نے اپنی کامیاب زندگی کے بنیادی اصول بیان کئے۔ یہ سب کے سب اپنے دور کے امیر ترین افراد تھے۔ ان کی مجموعی دولت کا تخمینہ لگایا جائے تو امریکہ کے زرمبادلہ کے ذخائر سے زیادہ تھی۔ قسمت کے دھنی ان ارب پتی اشخاص میں امریکہ کی سب سے بڑی نجی اسٹیل کمپنی کا صدر چارلس شواب تھا جو کاروبار کی دنیا کا آئرن مین کہلاتا تھا۔ شمالی امریکہ کی سب سے بڑی گیس کمپنی کا سربراہ ہوورڈ ہوب سن موجود تھا، تیسرے خوش قسمت فرد کا نام رچرڈ وٹنی تھا اور اسے سب نیویارک اسٹاک ایکسچینج کے صدر کی حیثیت سے جانتے تھے۔

میٹنگ روم کی چوتھی نشست Edison General Electric Company کا مالک سیموئل انسل براجمان تھا۔ اس کے ساتھ امریکی صدر ہربرٹ ہوور کی کابینہ کے وزیر البرٹ فال موجود تھے۔ چھٹی کرسی آئیور کروگر کی تھی جو امریکہ کی سب سے بڑی مناپلی یعنی اجارہ داری کے سربراہ تھے۔ ان کے ساتھ جیسی لیور مور تشریف فرما تھے جو وال اسٹریٹ میں حصص کے وسیع کاروبار کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے، آٹھویں نشست پر TheGteat Commodity speculator کے بے تاج بادشاہ آرتھر کیوٹن موجود تھے جن کا تعلق کینیڈا سے تھا، مگر امریکہ آ کر ارب پتی کلب میں شامل ہوئے، سب سے آخری سیٹ پر بیٹھے شخص کا نام لیون فریزر تھا اور وہ نیویارک کے پہلے قومی بنک اور بنک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ کے صدر تھے۔

ان 9 امیر ترین افراد کے جمع ہونے کا مقصد ایک دوسرے کے تجربات و مشاہدات سے مستفید ہونا تھا۔ ان سب نے اپنی کامیابی کے بنیادی اصول بیان کئے اور بتایا کہ دولت کس طرح جمع کی جاسکتی ہے۔ لوگوں کو ان سے ملنے اور ان کی باتیں سننے کا بہت اشتیاق تھا کیونکہ یہ سب دولت کمانے اور امیر ہونے کا گُر جانتے تھے۔ سب کے دل میں یہ آرزو تھی کہ ان ارب پتی افراد سے کامیابی کا راز معلوم ہو جائے تو پیسے کی ریل پیل ہو اور زندگی سنور جائے۔ یہ خواہش اس وقت کے افراد تک محدود نہیں بلکہ آج بھی لوگ بل گیٹس، وارن بفٹ اور کارلوس سلم جیسے ارب پتیوں سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کے لیکچر سننے اور کتابیں پڑھنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ہمارے ہاں کتابیں خریدنے کا رجحان بھلے کم ہو چلا لیکن آج بھی یا تو رومانوی ناول ہاتھوں ہاتھ بکتے ہیں یا پھر اس نوع کی کتابیں ہاٹ کیک کی طرح فروخت ہوتی ہیں، جن میں کامیاب زندگی گزارنے یعنی دولت کمانے کے طریقے بتائے گئے ہوں۔ لیکن مال و زر کو کامیابی سمجھنے والے ان 9 ارب پتی اشخاص کے ساتھ کیا ہوا؟ دنیا سے تو ہر شخص خالی ہاتھ جاتا ہی ہے مگر دنیا میں رہتے ہوئے دولت کیسے مٹھی میں بند ریت کی مانند بکھرتی چلی گئی؟ دولت کی بے ثباتی اور ان اُمراء کے المناک انجام کو زمانے نے اس لئے فراموش کر دیا کہ دھن دولت برقرار رہے۔

کچھ کے دوران بخت نے منہ موڑا تو دنیا کے نو امیر ترین افراد میں سے سب سے بڑی نجی اسٹیل کمپنی کا مالک چارلس شواب دیوالیہ ہونے کے بعد اُدھار لے کر زندگی کے دن پورے کر رہا تھا اور اس نے سگریٹ کے دھویں سے بھرپور ایک چھوٹے سے فلیٹ میں دم توڑ دیا۔ سب سے بڑی گیس کمپنی کا مالک ہوورڈ ہوب سن دماغی توازن کھو بیٹھا اور زندگی کے آخری دن یوں گزارے کہ ہر شخص کو اس کی حالت دیکھ کر ترس آتا۔ نیویارک اسٹاک ایکسچینج کے صدر رچرڈ وٹنی نے سنگ سینگ کے اصلاحی قید خانے میں زندگی کے دن پورے کئے۔ امریکی وزیر البرٹ فال ایک ایسے مقدمے میں گرفتار رہا کہ مال و دولت تو کیا مقام و مرتبہ اور سیاسی کیریئر بھی ختم ہو گیا۔ جیل میں سڑ رہا تھا کہ اس کی سزا علیل اور قریب المرگ ہونے کی وجہ سے معاف کر دی گئی۔ بنک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ کے صدر لیون فریزر، Edison General ElectricCompany کے مالک سیموئل انسل، امریکہ کی سب سے بڑی مناپلی کے کرتا دھرتا آئیو کروگر اور وال اسٹریٹ میں حصص کا کاروبار کرنے والے سیٹھ جیسی لیور مور نے ناموافق حالات اور پریشانیوں سے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔

یہ ان 9 ارب پتی افراد کی داستان حسرت نہیں بلکہ دولت کی بے وفائی کی یہ کہانیاں ہر ملک، ہر معاشرے اور ہر شہر میں بکھری پڑی ہیں۔ آپ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، آپ کو بے شمار ایسے سیٹھ نظر آئیں گے جنہوں نے تنکا تنکا کر کے دولت کا آشیانہ بنایا مگر جب اپنے گھونسلے پر اترانے والے تکبر اور گھمنڈ میں مبتلاء ہوئے تو رب قہار کی طرف سے بھیجا گیا ہوا کا جھونکا ان کے آشیانے کو خس و خاشاک کی طرح اڑا لے گیا۔ انسان بھی کتنا کم ظرف ہے، ذرا سی دولت ملنے پر بے کنار ہونے لگتا ہے اور خود کو نہ جانے کیا سمجھنے لگتا ہے، جو لوگ دھن دولت کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں یا پھر مال و زر کے بل بوتے پر خدائی دعویٰ کر بیٹھتے ہیں، انہیں زندگی میں ہی عرش سے فرش پر پھینک دیا جاتا ہے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کتنے سیٹھ سڑک چھاپ بھکاری بن گئے اور کتنے ہی گداگر مالدار ہو گئے۔ انسان کے عروج و زوال کی داستانیں چہار سو بکھری پڑی ہیں مگر جس کے پاس کوٹھی بنگلہ کار اور بینک بیلنس آ جاتا ہے وہ خود کو قارون سمجھ کر اپنے جیسے انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسلنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کوشش میں ایک دن خود بھی حشرات الارض کی طرح کچل دیا جاتا ہے۔

ان سیٹھوں کو خیال ہوتا ہے کہ ان کی چاکری کرنے والوں کا رزق سیٹھ کی تجوری میں بند ہے لیکن ایک دن ایسا بھی آتا ہے جب سیٹھ خود پائی پائی کا محتاج ہو جاتا ہے اور پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ رزق دینے اور لینے والی ذات کوئی اور ہے۔ میں اپنے معاشرے کے ہر سیٹھ کو دولت پر اِتراتے اور تکبر کے راستے پر جاتے دیکھتا ہوں تو شیخ سعدی کا ایک خوبصورت اور فکر انگیز قول یاد آتا ہے اور سوچتا ہوں واقعی یہ انسان بھی کیا شے ہے۔۔۔!!!! شیخ سعدی انسان کی فطرت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ انسان بھی کیا شے ہے، دولت کمانے کے لئے اپنی صحت داؤ پر لگا دیتا ہے اور پھر صحت پانے کے لئے محنت سے کمائی دولت بے دریغ لٹاتا چلا جاتا ہے۔ مستقبل کی فکر میں اپنا حال بدحال کر لیتا ہے اور پھر مستقبل میں اپنے ماضی کی یادوں کو گلے لگا کر روتا رہتا ہے۔ جیتا تو ایسے ہے کہ جیسے کبھی مرنا ہی نہیں اور ایسے مرجاتا ہے جیسے کبھی جیا ہی نہ تھا، واقعی یہ انسان بھی کیا شئی ہے۔

## محبت اور حسن اخلاق سے دل جیتے جاسکتے ہیں: عرفان الحق راور کیلا

عدم تشدد اور محبت سے ہی کسی کے دل جیتے جاسکتے ہیں، اس لئے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بلند اخلاق و کردار کا بنیادی رول رہا ہے، گویا ایمان کی روح کے بعد دعوت محمدی کے جسم کے دو بازو ہیں، ایک عبادت اور دوسرا اخلاق، ایک خالق کا حق اور دوسرا مخلوق کا حق، چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک بوڑھی پڑوسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر کچرا پھینک دیتی تھی، ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تو کوڑا کرکٹ نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوڑھی عورت کے بارے میں دریافت کیا، جب معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، وہ بہت شرمندہ ہوئی اور بعد میں اسلام قبول کر لیا، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اخلاق حسنہ سے کسی کے دل کو جیتا جاسکتا ہے۔

ہم اسی نبی کے امتی ہیں، ہم کو بھی حسن اخلاق کا آئینہ دار ہونا چاہئے، دنیا میں کچھ ایسے ناعاقبت اندیش لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شباہت پر مصوری کرتے ہیں، جس سے مومن بندہ کو دلی تکلیف کا پہونچنا فطری امر ہے، کیونکہ تصویر کشی کی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی تو پھر ان کی پرنٹنگ کی کیسے اجازت دی جاسکتی ہے، مگر وہ لوگ مسلمانوں کو اشتعال میں لانا چاہتے ہیں، ہم حکمت و تدبیر اور دانشمندی سے مصوروں کو سمجھائیں، ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت او ور قدر پیدا کریں، اگر ہم نے انتقامی جذبے سے کوئی قدم اٹھایا تو ردعمل کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اور اگر ہم نے عدم تشدد اور محبت سے کام لیا اور اپنی پرامن حکمت عملی کو اختیار کیا تو انشاء اللہ نفرت کی دیوار ٹوٹ جائے گی اور غلط فہمی کے بادل چھٹ جائیں گے، مسلمانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار کو نمونہ بنائیں۔

### دعاء مغفرت

امارت شرعیہ کے مخلص جناب محمد شفیق عالم صاحب والد محترم جناب محمد ارشاد عالم صاحب سرپنچ کٹیہار کا گذشتہ ۱۱ ستمبر ۲۰۲۰ء روز جمعہ کو انتقال ہو گیا، موصوف دیندار اور متقی و پرہیزگار شخص تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، قارئین سے دعا مغفرت کی درخواست ہے۔

## اظہار محبت پر اجر و ثواب

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اگر میاں بیوی آپس میں باتیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کرتے ہیں تو اس وقت ان کے ذہنوں میں اس بات کا تصور بھی نہیں ہوتا کہ یہ اللہ کا حکم ہے اس واسطے کر رہا ہوں، تو کیا اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اس پر بھی اجر فرماتے ہیں، اور جب ایک مرتبہ دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ میں ان تمام تعلقات کا حق اللہ کے لئے ادا کر رہا ہوں، اللہ کے حکم کے مطابق کر رہا ہوں تو اب اگر ہر ہر مرتبہ میں اس بات کا استحضار بھی نہ ہو تو جب ایک مرتبہ جو نیت کر لی گئی ہے، ان شاء اللہ وہ بھی کافی ہے۔ (واقعات جن سے میں متأثر ہو۔ ص/۲۰۸)


## نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)


Volume:60/70,Issue:39 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
**NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

میں نے تو بس آئینہ ہی دکھایا تھا اسے
وقت کے منصف نے جس کو بغاوت لکھ دیا
(عذیق الرحمٰن صارم)

# ۱۹۲۱ء کے موپلاہ انقلاب کوفرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش

**سلیم مقصود**

ہندوستان کی نقلی کونسل برائے تاریخی تحقیقات (Indian council of Historical reserch) 2016ء میں جورپورٹ داخل کی تھی اس میں Wagon المیہ کے متاثرین اور مالا بار باغیوں کے قائدین علی مسلیار اور کنجا حماد حاجی اوران کے دو بھائیوں کو ہندوستان کی جد وجہد آزادی کے مجاہدین کی کتاب سے خارج کردینے کی سفارش کی گئی ہے، اس کے علاوہ اس میں 387 (موپلاہ) مسلمانوں کے نام بھی فہرست سے نکال دینے ،متعصب مودی کے دور میں یہ اپنی نوعیت کی سب سے زیادہ زہریلی رپورٹ ہے،مودی نے گزشتہ دنوں ہندوستان کے شہیدان آزادی کی 90سال کی فہرست کا رسم اجرا کیا (Dictionery of Martyars Indiaa's Freedom Struggle 1857,1949) ہیں،سی آئی ایزاک جواس کونسل کے رکن بنائے گئے ہیں، انہوں نے 2016ء کی رپورٹ کونسل میں داخل کی ہے، اس رپورٹ کا پانچواں مجموعہ ہے۔اس رپورٹ میں عجیب بات تو یہ ہے کہ جائزے کے لئے داخل کی گئی انگریزی اخبار ''ہندو'' نے اس رپورٹ کی نقل حاصل کر لی ہے جس میں حاجی صاحب کو ہندوؤں کے خلاف فسادات کا ''بدنام قائد'' قرار دیا ہے، جس نے لا تعداد ہندومردوں، عورتوں اور بچوں کو 1921ء کے موپلاہ فساد میں ہلاک کر دیا اوران کی لاشوں کوکنوؤں میں ڈال دیا،اس پرحاجی صاحب کو(انگریزی) فوج نے گرفتارکرلیا،فوجی عدالت نے ان پرمقدمہ چلاکر 20جنوری 1922ءکو انہیں شہید کردیا،اس اطلاع میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کیرالا کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے اس ظلم پراپنے غصہ کا مظاہرہ کیا یانہیں۔آئی سی ایچ آر ظاہر ہے کہ آرایس ایس کا قائم کردہ ادارہ ہےاور یہ ادارہ ایزاک سمیت ۳۰/ارکان پرمبنی کمیٹی پر مشتمل ہے، اس ادارے کی رپورٹ اس قدر خطرناک اورمتعصّبانہ ہے کہ اس سے سارے ملک میں شدیداشتعال پیدا ہوسکتا ہے،جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اورموجودہ حالات میں مودی اس کے ذریعہ انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں،چین کی فوجی کارروائیوں سے نمٹنے میں ناکامی اور وطن عزیز کی تباہ کن صورتحال میں یہی ممکن ہے، ایزاک کا کہنا ہے کہ(موپلاہ) مسلمانوں کا غصہ فرقہ وارانہ تھا۔یہ لوگ ہندوسماج کے خلاف تھے اورانہوں نے عدم رواداری کے جذبے میں یہ سب کیا۔اس لئے شہیدوں کی فہرست سے ان کے ناموں کی اشاعت سے قبل ہی خارج کر دیا گیا۔ یہ بات بھی کافی اہم ہے کہ مسٹر ایزاک بھارتیہ وچار کیندرم کے نائب صدر ہیں، یہ رپورٹ 2016ء کے بعد اچانک منظرعام پرآئی، ملک کے امن وامان کو برباد کرنے کے لئے اور بعض ریاستوں کے انتخابات کےقریب آنے پراس رپورٹ کی اشاعت کسی سازش کا ہی حصہ ہوسکتا ہے۔

ہم اس رپورٹ کی جانچ کیرالہ کے پروفیسر او۔سوریہ نارائن کی اس موضوع پر 2012ء میں لکھی گئی کتاب Refiection on freedom struggle in malabar اوراترپردیش کی سیاست کے ماہراور بزرگ صحافی صلاح الدین عثمان کی کتاب آرایس ایس کی تعلیمات ومقاصد کے حوالوں سے کریں گے۔موپلاؤں پرغصہ کا اظہارآرایس ایس کے بانی ہیڈ گیوار نے کیرالا کے مالا بارعلاقہ کے کچھ ہندوزمینداروں کے مارے جانے اوران کے چندگھروں کےلٹ جانے کے واقعہ کا الزام موپلاہ مسلمانوں پر لگا کرکیا، اس کے علاوہ انہوں نے گاندھی جی کوبھی اس کا ذمہ دارٹھہرایا۔کیوں کہ موپلاؤں کی تحریک خلافت میں شمولیت کوگاندھی جی نے قبول کیا تھا،ڈی۔آر۔گوئل نے اپنی کتاب (R.S.S from Sangh Nirmals) میں ہیڈ گیوار کی سوچ کے بارے میں لکھا کہ ''وہ یہ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے کہ یہ کسان اور زمینداروں کا مسئلہ ہےاور یہ کسانوں کا زمینداروں کے خلاف احتجاج تھا جس کوفرقہ پرستوں نے فرقہ وارانہ رنگ دے دیا تھا''۔اس رپورٹ میں موپلاؤں پر جو الزامات لگائے گئے تھے وہ خود ہیڈ گیوار کے جھوٹے الزامات تھے۔سال 21-1920 کے بعد دوبارہ اسی موقع پراستعمال کیا گیا کیوں کہ 2021ءمیں موپلا مسلمانوں کی 1921ء کی شہادت کے 100سال مکمل ہونے والے ہیں، ہیڈ گیوار کوتحریک آزادی،تحریک عدم تعاون اور خلافت کمیٹی سے سخت نفرت تھی۔ جس وقت پوری قوم انگریزوں کی مخالفت کرتے ہوئے جیل خانوں میں مظالم برداشت کررہی تھی،اس وقت ہیڈ کیوار کانگریس کے قائد ہونے کےسبب مجبورا جیل بھی گئے تھے،مگران کے جیل جانے کے بارے میں خودان کےسوانح نگار سی پی شیکھر لکھتے ہیں کہ ''ڈاکٹر ہیڈ گیوار کو یہ پسند نہ تھا کہ آئندہ زمانے میں اگرکوئی ان سے دریافت کرے کہ پوری قوم انگریزوں کی حفاظت میں جیل خانوں میں مظالم برداشت کررہی تھی تو آپ کہاں تھے،توشایداس کا تسلی بخش جواب نہ دینے کی وجہ سے انہیں کہیں سر جھکانا نہ پڑے۔'' آر ایس ایس کے پہلے جنرل سکریٹری جی ایم ہیوڈ وجو ہیڈ گیوار کے معتمد بھی تھےان کی رائے میں ہیڈ گیوار کا 1921ء میں جیل جانے کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان کا اس عوامی تحریک پرکوئی اعتماد تھا، یہ صرف اتنا دکھانے کے لئے تھا کہ وہ جیل جانے سے اتنے بےخوف ہیں جتنا کہ محبّ وطن ہیں، جوعوامی تحریک پر یقین رکھتے ہیں۔ ہیڈ گیوار کے لئے ہندوستان کی آزادی ایک ضمنی مسئلہ تھی۔وہ آزادی کی لڑائی میں ہندوؤں اورمسلمانوں کےاشتراک کوپسند نہیں کرتے تھے،وہ صرف ایک 'خاص ہندو قوم' کا ہندوستان بنانا چاہتے تھے،اسی بنیاد پرانہوں نے آرایس ایس کوقائم کیا تھااوراسی لئے آرایس ایس تحریک آزادی سے الگ رہی۔ان کے سوانح نگار شیکھر کے بیان کے بموجب ''ہندوستانی اس وقت تک ایک قوم نہیں بن سکتے جب تک ہندوستانی قومیت سے مسلمانوں اورغیر ہندوؤں کوخارج نہ کیا جائے'' انہوں نے آرایس ایس کے تمام کارکنوں کو بتایا تھا کہ ''ان کے جیل جانے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ آرایس ایس کاتحریک آزادی سے کوئی تعلق ہے، بلکہ آرایس ایس اس تحریک سے بالکل الگ رہے گی''۔

موپلاؤں کے خلاف اس وقت تحریک محض اس لئے شروع کی گئی تھی کہ آرایس ایس کا تعلق برطانوی حکومت سے بہت قریب تھا۔ اس لئے اسے اپنی وفاداری دکھانا ضروری تھا۔سبھاش چندر بوس سے بھی گریز ہیڈ گیوار اس لئے کررہے تھے کہ ان کا سیاسی راستہ ان کے راستے سے بہت مختلف تھا بلکہ ان کے راستے سے بالکل برعکس تھا۔سبھاش چندر بوس اپنی قوم کے نوجوانوں کوانگریزوں سےلڑنے کے لئے آواز دے رہے تھے، اورآرایس ایس انہیں انگریزوں سے تعاون کے لئے آمادہ کررہی تھی۔ اسی زمانے میں حکومت برطانیہ کے محکمہ داخلہ نے نیم فوجی ہندوستانی تنظیموں پرایک نوٹ جاری کیا جس میں آرایس ایس نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی شاکھاؤں کواس کی پابندی کا حکم دے دیا،لیکن اس کے برخلاف جماعت خاکسار کے لیڈر عنایت اللہ شرقی نے ان پابندیوں پرعمل آوری سے انکار کر دیا،جس پر پولیس نے اس جماعت پرگولی چلائی اور سینکڑوں خاکسار مارے گئے، اور یہ تحریک بکھر گئی، گولوانکر نے چالاکی سے پابندی پر عمل کرکے آرایس ایس کی شاکھاؤں کو بچالیا۔موپلاؤں پرالزام تراشی کرنے والے آرایس ایس کے قائدین نے خاکسار کی جانثاری کی ستائش نہیں کی۔آرایس ایس اس لئےمسلم مجاہدین پرالزامات لگاتی ہے کہ کبھی اس نے اوراس کے ماننے والوں نے آزادی کی لڑائی میں عملا حصہ نہیں لیا۔اس کے کئی قائدین جومجبورااس لڑائی میں شامل ہوجاتے تھے، وہ جیل جاتے ہی رونے چلانے لگتے تھے اوراپنی رہائی کے لئے برطانوی حکومت کا ساتھ دینے لگے تھے۔ساورکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں جیل کی تکلیف برداشت نہ ہونے کے باعث برطانوی حکومت کواپنی معافی کی درخواست پیش کی تھی اوراس کی خدمت کا وعدہ کیا تھا، یہی عمل بی جے پی کے قائداور سابق وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے بھی کیا تھا۔ان لوگوں کے بارے میں کیوں کوئی رپورٹ جاری نہیں کی جاتی؟ کانگریس نے جدوجہد آزادی کی تحریک میں اہم حصہ ادا کیا تھا اور مالابار کی تحریک اس کا حصہ تھی لیکن کانگریس نے مالابار کی آزادی کی تحریک کے مجاہدین کو ہندوفرقہ پرستوں اورآرایس ایس کی سازشوں سے کبھی نہیں بچایااورآج بھی مسلم مجاہدین پرلگائے گئے الزامات کی کانگریس نے کوئی تردید نہیں کی۔سوریہ نارائن نے لکھا کہ آرنالڈ ڈیوڈ، پی۔این پانیکر، اے آر، ڈیسائی۔ایم۔ایس تمبودرید سونیگی کمار گھوش گرے اور سردولا مکرجی کا دعویٰ ہے کہ اس بغاوت کاتعلق مالابار کے زرعی شعبہ کے تصادم سے تھا۔جوزمینداروں اوران کی زمینوں پرزراعت کرنے والوں کے درمیان پیدا ہوگیا تھا۔اس میں زمیندار ہندو تھے اورزراعت کرنے والے مسلمان تھے۔لیکن اس سے اہم بات یہ ہے کہ موپلاہ علاقے کے زیادہ تر باغی ہندو تھے۔ مالابار کے موپلاہ کسان بہت زیادہ غریب اور بےزمین تھےانہوں نے برطانوی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھالئے تھے، اور برطانوی حکومت کے مظالم، جاگیرداروں کے خلاف بھی انہوں نے بغاوت کی تھی۔موپلاہ کے اکثر مسلمان اورزرعی مزدور بہت غریب تھے، مگر زمیندار ہندو تھےاور بہت دولت مند تھے۔اسی وجہ سے حکومت کواور مفادپرستوں کواور بہت سے متعصب مورخین کوموپلاہ کے 1921ء کے انقلاب کوفرقہ وارانہ رنگ دینے کا موقع مل گیا۔